فضائل و مناقب
عشرۂ مبشرہ

محمد ہارون خان رضوی علیمی

عُبَیدِ غوثؔ و خواجہ، رضاؔ و کُل اولیاء
محمد جمال الدین خان قادری رضوی
ضلع بہرائچ شریف یو. پی. الہند
موبائل نمبر :← 7860520899

حضرت ابو بکر صدیقؓ
حضرت عمر فاروقؓ
حضرت عثمان غنیؓ
حضرت علی المرتضیٰؓ
حضرت طلحہؓ
حضرت زبیر بن عوامؓ
حضرت عبیدہ بن جراحؓ
حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ
حضرت سعد بن ابی وقاص
حضرت سعید بن زیدؓ

رضا مسعودی فاؤنڈیشن ہیڈ آفس مولوی گاؤں، بہرائچ شریف

فضائل و مناقب
عشرۂ مبشرہ

تالیف

محمد ہارون خان رضوی علیمی

تصحیح و تقدیم

حضرت علامہ مفتی نظام الدین صاحب مصباحی

(استاذ دارالعلوم علیمیہ)

عُبَیْدِ غوثؔ وخواجہ، رضاؔ وکل اولیاء
محمد جمال الدین خان قادری رضوی
ضلع بہرائچ شریف یو. پی. الہند
موبائل نمبر :← 7860520899

نظر ثانی

حضرت علامہ فروغ احمد اعظمی مصباحی

(صدر المدرسین دارالعلوم علیمیہ)

رضا مسعودی فاؤنڈیشن

ہیڈ آفس مولوی گاؤں، بہرائچ شریف

علماء اہلسنت کی کتب Pdf فائل میں فری
حاصل کرنے کے لیئے
ٹیلیگرام چینل لنک
https://t.me/tehqiqat
آرکاریو لنک
https://archive.org/details
/@zohaibhasanattari
بلوگسپوٹ لنک
https://ataunnabi.blogspot
.com/?m=1

طالب دعا۔ زوہیب حسن عطاری

نام کتاب:..................................فضائل ومناقب عشرۂ مبشرہ

تالیف: ....محمد ہارون خان رضوی علیمی

(متعلم دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی)

(Mob,9670966084)

تصحیح وتقدیم: حضرت علامہ مفتی نظام الدین صاحب مصباحی (استاذ دارالعلوم علیہ

نظر ثانی: حضرت علامہ فروغ احمد اعظمی مصباحی (صدر المدرسین دارالعلوم علیم

کمپوزنگ:..................................رضوی کمپیوٹر

بموقع:.................................. جشن دستار فضیلت

طبع اول:..................................۱۴۳۷ھ،۲۰۱۶ء

تعداد صفحات:.................................. ۸۸

ہدیہ:..................................۷۵روپئے

ناشر: رضا مسعودی فاؤنڈیشن ہیڈ آفس مولوی گاؤں، بہرائچ شریف

شرف انتساب

ترتیب وتالیف کی ہماری یہ حقیر کاوش

افق اسلام پر چمکنے والے علم وفضل کے اس

"سورج"

کے نام جسے دنیائے اسلام فقیہ اسلام، تاج الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت العلام

الحاج الشاہ المفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی حفظہ اللہ تعالیٰ

کے نام نامی گرامی سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

جن کے فیضان بیعت نے مجھ ہیچ مدان کو اس قابل بنا دیا!

گر قبول افتد زہے عز و شرف

عقیدت کیش

محمد ہارون خان رضوی علیمی

۱۷/جمادی الآخرہ ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۷/مارچ ۲۰۱۶ء

فہرست

ہدیہ تشکر

میں اپنے ان تمام اساتذۂ کرام کی بارگاہ میں ہدیہ تشکر پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں، جن کی تربیت نے مجھ ہیچ مداں کو اس خدمت کے لائق بنایا، اور جن کی حوصلہ افزائیوں نے اس کام میں میرا ہر ہر قدم پر ساتھ دیا۔

بالخصوص ادیب شہیر حضرت علامہ فروغ احمد اعظمی مصباحی صاحب صدر المدرسین دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی کو، جنہوں نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود اس کتاب پر بالاستیعاب نظر ثانی فرمائی اور اصلاح فرمائی، اور ایک وقیع تقریظ سے نوازا۔

حضرت علامہ مفتی نظام الدین مصباحی صاحب کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے کیوں کہ حضرت نے تمام تر مصروفیات کے باوجود اس کتاب کے لیے اپنا قیمتی وقت دیا اور تصحیح وتخریج سے نوازنے کے ساتھ ایک قیمتی مضمون تقدیم کے طور پر سپرد قرطاس کیا۔

قمر العلماء حضرت علامہ قمر عالم قادری مصباحی صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم علیمیہ کا عمیق قلب سے شکر گزار ہوں اس لیے کہ حضرت نے اپنی دقیق نگاہوں سے اس کتاب کو جستہ جستہ دیکھا، اور دعائیہ کلمات سے نواز کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے ان احباب کا شکریہ ادا نہ کروں جن لوگوں نے کسی بھی طرح میرا تعاون کیا، بالخصوص میرے رفیق درس محمد افروز عالم، محمد ارشاد برکاتی، محمد فیاض احمد، محمد عبدالسلام صاحبان، جنہوں نے اس کام میں میرے ساتھ دن ورات ایک کر دیا۔

جزاهم الله خیر الجزاء۔

سب سے اخیر میں، میں اپنے والدین کریمین کا ممنون کرم ہوں جن کی دعاؤں کی وجہ سے میں اس کام کو سرانجام دے سکا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کرم فرماؤں کا سایہ مجھ پر تادیر قائم رکھے۔ آمین!

محمد ہارون خان رضوی علیمی

۱۷ رجمادی الآخری ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۷ مارچ ۲۰۱۶ء

تقریظ جلیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ فروغ احمد اعظمی مصباحی صدر المدرسین دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی

نحمدهٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

درجہ فضیلت دوم کے طلبہ اپنے روایتی تعلیمی سفر کے اختتام پر فطری طور سے بہت خوش ہوتے ہیں، اور نئے نئے طریقوں سے اس کا اظہار کرتے ہیں، دعوتیں کرتے ہیں، دعوت نامے بانٹتے ہیں، الحمد للہ دعوت نامے بھی اپنا رنگ وروپ بدلتے ہوئے دن بدن زیادہ سے زیادہ مقصدیت وافادت سے ہم کنار ہوتے ہوئے کتابی شکل اختیار کر چکے ہیں، اور پھر اب فارغ طلبہ میں تیزی سے یہ رجحان بھی ترقی کرتا جا رہا ہے، کہ دعوت اور دعوت نامے اسراف سے دور اور مقصدیت وافادیت سے بھرپور ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتائیں کہ دعوت دینے والا تعلیم میں ایک دہائی کا قیمتی وقت صرف کرنے کے بعد خالی ہاتھ نہیں، بلکہ اپنے ساتھ کچھ صلاحیت بھی لے کر آ رہا ہے، اسی نظریے سے فارغ طلبہ خود اپنی محنت وصلاحیت سے کتابیں اور کتابچے لکھتے ہیں، اور انھیں کو دعوت نامے کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔

یہ ایک انتہائی قابل تحسین وتقلید، نہایت بامقصد وبامعنی اور حوصلہ افزا اقدام ہے، اللہ تعالیٰ اس رجحان کو اور ترقی دے اور ہمارے طلبہ کو مزید شعور وبالیدگی عطا فرمائے۔

آمین! ثم آمین

عزیزم مولانا محمد ہارون سلمہٗ بہرائچی نے بھی دعوت نامہ کو کتابی تحفہ بنایا ہے، اور عشرہ مبشرہ بالجنتہ صحابہ کی شخصیات اور فضائل وکمالات کو موضوع بنایا ہے، اگرچہ ابتدائی کوشش ہے، مگر کامیاب اور امید افزا ہے، مولیٰ تعالیٰ ان کا حوصلہ اور بلند کرے اور زیادہ سے زیادہ دین اور علم کا کام لے، موصوف نیک، شریف اور محنتی بھی لگتے ہیں۔

مخلص دعا گو
فروغ احمد اعظمی مصباحی

۲۱ر جمادی الآخرہ ۱۴۳۷ھ
۳۱/مارچ ۲۰۱۶ء

کلمات خیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قمرالعلما حضرت علامہ قمر عالم قادری مصباحی شیخ الحدیث دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی

نحمدهٗ ونصلی علیٰ رسوله الکریم

گزشتہ چند سالوں سے ملک کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی بستی کے ہونہار طلبہ اپنی دستار بندی کے موقع پر علمائے اہلسنت کی نایاب ومفید کتابوں کو چھپوا کر اپنے احباب کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں، اسی سلسلہ کی ایک کڑی فضائل ومناقب عشرۂ مبشرہ ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دس اصحاب کے فضائل ومناقب تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ جنھیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں جنتی ہونے کی بشارت دی۔

اس کتاب کی تالیف جماعت ثامنہ کے ذی شعور متعلم عزیزم محمد ہارون علیمی سلمہٗ نے بڑی محنت ولگن سے کی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں خوب خوب برکتیں عطا فرمائے اور دین متین کا سچا مبلغ بنائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

محمد قمر عالم قادری مصباحی

۲۳ر جمادی الآخرہ ۱۴۳۷ھ

بمطابق ۲؍اپریل ۲۰۱۶ء

کلمات تقدیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جامع معقول ومنقول حضرت علامہ مفتی نظام الدین قادری مصباحی استاذ دار العلوم علیمیہ جمداشاہی

نحمدہٗ ونصلیٰ علی رسولہٖ الکریم وعلی آلہٖ و اصحابہٖ ھُداۃ الحق والدین۔

اللہ جل شانہٗ نے امت محمد یہ علی صاحبھا الف الف تحیۃ کو دیگر اقوام وامم پر عظمت بخشی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ (سورۃ آل عمران آیت ۱۱۰)

''تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ عزوجل پر ایمان رکھتے ہو۔'' (کنزالایمان)

پھر اس امت کریمہ میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو خصوصی اعزاز وشرف سے سرفرازی بخشی ہے، اور انھیں ''رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ'' کے تمغائے امتیاز سے سربلندی عطا کی ہے۔ اور اس گروہِ صحابہ میں دس خوش نصیب بلند اقبال ہستیاں ایسی ہیں جن کو مخبر صادق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نامزد کر کے جنت کی خوش خبری اور مژدۂ جاں فزا سے شادکام فرمایا ہے۔ ارشاد رسول علیہ السلام ہے: " ابوبکر فی الجنّة ، وعمر فی الجنّة ، وعثمان فی الجنّة ، وعلی فی الجنّة ، وطلحة فی الجنّة ، والزبیر فی الجنّة ، وعبدالرحمن بن عوف فی الجنّة ، وسعدبن ابی وقاص فی الجنّة ، وسعیدبن زید فی الجنّة ،وابوعبیدةبن الجرّاح فی الجنّة " (جامع الترمذی ج۲ص۲۱۶)

یہ عظیم الشان فخرانِ بلند ہستیوں کو یوں ہی نہیں نصیب ہوا ہے بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بے مثال جاں نثاری اور دین حق کی سرفرازی وسر بلندی میں نا قابل برداشت اذیتوں اور کلفتوں کو خنداں پیشانی کے ساتھ جھیلنے کے صلہ میں انھیں یہ امتیازی رتبہ ملا ہے۔

زیر نظر رسالہ انہی دس صحابۂ کرام کے فضائل ومناقب اور اُن کے احوال وکوائف پر مشتمل حسین گلدستہ ہے، جس کو عزیز القدر مولوی محمد ہارون متعلم دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی نے اپنے حسنِ ذوق کے اعتبار سے آراستہ کیا ہے۔ موصوف کی یہ پہلی قلمی کاوش ہے جس کو وہ اپنے دستار فضیلت کے پر بہار موقع پر اپنے احباب ورفقا اور برادران اہل سنت کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔ جس پر بجاطور پر اُن کی حوصلہ افزائی اور ستائش کی جانی چاہیے۔

دعا ہے کہ مولائے قدیر موصوف کے علم وعمل اور عمر ورزق میں برکتیں عطا فرمائے اور مزید مفید اور معلومات افزا تالیفات کی توفیق خیر سے نوازے۔ وماذلك على الله بعزيزانّهٗ على كل شئی قدير۔

محمد نظام الدین قادری مصباحی

خادم دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

۲۴؍ جمادی الآخرہ ۱۴۳۷ھ

مطابق ۳؍ اپریل ۲۰۱۶ء

فضائل ومناقب
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام ولقب

آپ کا اسم گرامی عبداللہ، کنیت ابوبکر اور لقب صدیق وعتیق ہے آپ کے والد کا نام عثمان اور کنیت ابوقحافہ ہے، آپ کی والدہ کا نام سلمہ اور کنیت ام الخیر ہے، آپ کا سلسلۂ نسب ساتویں پشت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شجرۂ نسب سے مل جاتا ہے۔ آپ کے نام کے سلسلے میں کئی روایتیں ملتی ہیں زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبدالکعبہ تھا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کا نام عبدرب الکعبہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رکھا جب کہ ایک قول یہ ہے کہ عتیق رکھا، اس وجہ سے کہ وہ جہنم سے آزاد ہیں، اور بعض کے مطابق اس وجہ سے کہ ان کی والدہ کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا اس لیے جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ نے قبلہ رخ کھڑے ہوکر کے کہا۔ ”اے خدا ان کو موت سے چھٹکارہ دے ان کو میرے لئے بخش دے“ اور بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ بھی ان کا قدیمی نام ہے۔

قبول اسلام: سب سے پہلے ایمان لانے والے مخلصین مردوں میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، جس وقت آپ نے کلمہ پڑھا تو باشندگانِ مکہ آپ کے جانی دشمن بن گئے، کلمۂ حق کا اقرار تو کرلیا مگر اعلان کرنا دشوار تھا، جب سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں خدا کا نبی ہوں اور خدائے پاک ہی پرستش وعبادت کے لائق ہے، اور بت خدا نہیں ہوسکتے، تو یہی سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے، یہی وجہ ہے کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متبعین میں جتنے بھی اللہ کے بندے ہیں، نبیوں اور رسولوں کے بعد ان مقبول بندوں میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

پتہ چلا کہ اللہ ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم پر بلا تامل ﴿ اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا ﴾ کہنا مقبول بارگاہ الٰہی ہونے کا عظیم ذریعہ ہے۔

آپ کے قبول اسلام کا ذکر قرآن میں

﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾ (سورۃ الاحقاف پ ٢٦)

”اور ہم نے آدمی کو حکم دیا کہ اپنے والدین سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنا اس کو تکلیف سے اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ میں ہے یہاں تک کہ جب وہ اپنے زور کو پہونچا اور چالیس برس کا ہوا عرض کی اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے اور میرے لیے میری اولاد میں صلاح رکھ میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں۔“ (کنزالایمان)

شان نزول

مذکورہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی آپ کی عمر

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو سال کم تھی جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی تو آپ نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف بیس سال کی تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمراہی میں بغرض تجارت ملک شام کا سفر کیا ایک منزل پر ٹھہرے وہاں ایک بیری کا درخت تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے سایہ میں تشریف فرما ہوئے قریب ہی ایک راہب رہتا تھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے پاس چلے گئے راہب نے آپ سے کہا یہ کون صاحب ہیں جو اس بیری کے سایہ میں جلوہ فرما ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بن عبداللہ ہیں عبدالمطلب کے پوتے ہیں راہب نے کہا خدا کی قسم یہ نبی آخرالزماں ہیں کہ اس بیری کے سایہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے آج تک ان کے سوا کوئی نہیں بیٹھا یہی نبی آخرالزماں ہیں راہب کی یہ بات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں اثر کر گئی اور نبوت کا یقین آپ کے دل میں جم گیا اور آپ نے صحبت شریف کی ملازمت اختیار کی سفر و حضر میں آپ سے جدا نہ ہوتے جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف چالیس سال کی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نبوت و رسالت کے اعلان کا حکم فرمایا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ پر ایمان لائے اس وقت حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اڑتیس سال کی تھی۔

اشاعت اسلام: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمان ہونے کے ساتھ ہی دین حنیف کی نشر و اشاعت کے لیے جدوجہد شروع کر دی اور آپ کی دعوت پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، حضرت ابوطلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جیسے عظیم المرتبت صحابہ مشرف بہ اسلام ہوئے، حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو

عبیدہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ، اور حضرت خالد بن سعد بن العاص رضی اللہ عنہما بھی آپ ہی کی ترغیب پر دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے یہ وہ اکابر صحابہ ہیں جو آسمان اسلام کے درخشاں ستارے ہیں، اعلانیہ دعوت کے علاوہ ان کا مخفی روحانی اثر بھی سعید روحوں کو اسلام کی طرف مائل کرتا تھا، چناں چہ آپ نے اپنے آنگن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنائی تھی جس میں عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ قرآن کی تلاوت فرماتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کفار مکہ کی ایذا رسانی کے باوجود تیرہ برس تک مکہ میں دعوت و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بے بسی کی زندگی میں بھی اپنی جان و مال رائے اور مشورہ سے غرض کہ ہر ممکن طریقہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رنج وراحت میں شریک رہے۔ (خلفائے راشدین ج ۱ ص ۱۴ از مولوی حاجی معین الدین ندوی)

فضیلت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

عن محمدبن الحنفية قال قلت لابی ایّ الناس خیر بعد النبیّ صلی الله علیه وسلم قال ابو بکر قال قلت ثم من قال عمروو خشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الّا رجلٌ من المسلمین ۔ (صحیح البخاری ج ۱ ص ۵۱۸)

محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے اپنے والد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون افضل ہے؟ انہوں نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا عمر فاروق رضی اللہ عنہ! پھر میں نے یہ خوف محسوس کرتے ہوئے کہ آپ عثمان رضی اللہ عنہ کا نام ذکر کر دیں گے۔ میں نے کہا پھر آپ؟ انہوں نے کہا میں تو مسلمانوں میں سے صرف ایک آدمی ہوں۔

عن ابن عباس قال خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مرضه الذی مات فیه عاصبًا راسهٗ بخرقةٍ فقعد علی المنبر فحمد الله و اثنیٰ علیه ثم قال انهٗ

لیس من الناس احدامنَّ علیّ فی نفسه وماله من ابی بکر ابن ابی قحافة ولو کنت متخذا من الناس خلیلًا لا تخذت ابابکر خلیلًا ولیکن خلة الاسلام افضل سدوا عنی کل خوخة فی هذا المسجد غیر خوخة ابی بکر ۔(صحیح البخاری ج۱ص ۶۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض وصال میں سر پر پٹی باندھے باہر تشریف لائے ،اور منبر پر بیٹھے اللہ کی حمد وثنا کی ۔اس کے بعد فرمایا کوئی بھی ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے زیادہ مجھ پر اپنی جان ومال کے اعتبار سے زیادہ احسان کرنے والانہیں ۔اور اگر میں لوگوں میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا لیکن اسلام کا تعلق کافی ہے۔ مسجد میں جتنی کھڑکیاں ہیں سب بند کردو سوائے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کی کھڑکی کے۔

﴿هُوَالَّذِی یُصَلِّی عَلَیْکُم وَمَلٰئِکَتُهٗ﴾ (سورۃ الاحزاب پ۲۲)

وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے ۔(کنزالایمان)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کی جب آیت ﴿اِنَّ اللهَ وَمَلٰئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ﴾ نازل ہوئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی فضل وشرف عطا فرماتا ہے تو ہم نیاز مندوں کو بھی آپ کے طفیل میں نوازتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

عمر دراز مردوں میں وہ پہلی شخصیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے، جو اپنا سب کچھ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پر نچھاور کر کے فخر کیا کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بچپن ہی سے ان کو خاص انسیت اور الفت تھی، اور آپ کے مخصوص حلقۂ احباب میں داخل تھے اکثر تجارت کے سفروں میں ہمراہی کا شرف

حاصل ہوتا تھا۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا اتفاق سے اس وقت میرے پاس مال تھا۔ میں نے کہا اگر میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی دن سبقت لے جا سکتا ہوں تو آج لے جاؤں گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر میں نصف مال لے کر حاضر ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کیا اسی کے برابر۔ اتنے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا سارا مال لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ انہوں نے کہا "اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللهَ وَ رَسُوْلَهٗ" ان کے لیے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں ان سے کسی بات میں بھی آگے نہیں بڑھ سکوں گا۔ (جامع الترمذی ج۲ ص۲۰۸)

مال و دولت اگر صحیح جگہ اور صحیح موقع پر صرف ہو تو اس کی قدر و قیمت بیش از بیش ہو جاتی ہے روٹی کا ایک خشک ٹکڑا سخت بھوک میں خوان نعمت ہے لیکن آسودگی میں قسم قسم کی نعمتیں بھی بے وقعت ہو جاتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ فتح مکہ سے پہلے جن لوگوں نے اپنے جان و مال سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت کی ان کو قرآن کریم نے مخصوص عظمت و فضیلت کا مستحق قرار دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُوْلٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا﴾

(سورۃ الحدید پ۲۷ رکوع ۱)

تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ کیا اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح مکہ کے خرچ کیا اور جہاد کیا۔ (کنزالایمان)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس قبول اسلام کے وقت چالیس ہزار درہم نقد موجود تھے انہوں نے یہ تمام دولت راہ خدا میں صرف کر دی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بارہا اس فیاضی کے برمحل ہونے کا اعتراف فرمایا۔

((خلفائے راشدین ج ا ص ۸۵ ، از مولوی حاجی معین الدین ندوی)

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾ (سورۃ البقرۃ پ ۳ ع ۲)

جو اپنا مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں چھپے اور ظاہر ان کے لیے ان کا نیگ ہے ان کے رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہے نہ کچھ غم۔ (کنزالایمان)

علم تفسیر:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ سفر وحضر، خلوت وجلوت، جنگ وصلح، غرض ہر موقع پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شرف صحبت سے مستفید ہوئے، اور تمام امور میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشیر خاص تھے، اس لیے اسلامی علوم وفنون میں بھی ان کا پایہ سب سے بلند تھا، کلام اللہ اسلام کا اصل الاصول ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس سے غیر معمولی شغف تھا، عموماً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آیات قرآنی کی تفسیر پوچھا کرتے تھے، ایک دفعہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس آیت سے کیا چارۂ کار ہے؟ ﴿لَیْسَ بِاَمَانِیِّكُمْ وَلَا اَمَانِیِّ اَهْلِ الْكِتَابِ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ﴾ (فلاں عاقبت) نہ تمہاری آرزو پر موقوف ہے نہ اہل کتاب کی آرزو پر بلکہ جو برا کام کرے گا وہ اس کی جزا پائے گا۔ کیا درحقیقت ہم برے کام کا بدلہ پاتے ہیں؟ ارشاد ہوا ابوبکر صدیق! رضی اللہ

عنہ خدا تمہاری مغفرت کرے، کیا بیمار نہیں ہوتے؟ کیا تمہیں کوئی رنج وغم نہیں پہونچتا؟ اور کیا تمہیں کوئی مصیبت نہیں ستاتی؟ بولے کیوں نہیں، فرمایا یہ سب برائیوں ہی کا خمیازہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر آیت کی شان نزول اور اس کے حقیقی مفہوم سے آگاہ تھے، نیز مختلف موقعوں پر انہوں نے جو باریک نکتے حل فرمائے ہیں، اس سے ان کی دقیقہ سنجی کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ (خلفائے راشدین ج ا ص ۴۷ از مولوی حاجی معین الدین ندوی)

جنت کے تمام دروازے آپ کے مشتاق ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جوڑا خرچ کیا اسے جنت میں آواز دی جائے گی اے اللہ کے بندے! یہ بہتر ہے۔ جو نمازی ہوگا اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو مجاہدین سے ہوگا اسے باب جہاد سے بلایا جائے گا، جو صدقہ دینے والوں میں سے ہوگا اس کو صدقہ کے دروازے سے پکارا جائے گا، جو روزہ داروں میں سے ہوگا اسے باب ریّان سے بلایا جائے گا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اگر چہ سب دروازوں سے بلایا جانا ضروری نہیں لیکن کوئی ایسا بھی ہوگا جسے سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔ آپ نے فرمایا "ہاں" اور مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ہوگے کہ جنت کے تمام دروازوں سے تم کو پکارا جائے گا۔ (جامع الترمذی ج ۲ ص ۲۰۸)

آپ کی نیکیاں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک چاندنی رات میں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سر مبارک میری گود میں تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا کسی شخص کی نیکیاں اتنی بھی ہیں جتنی کہ آسمان پر ستارے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں! عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکیاں اتنی ہی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں نے پوچھا اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکیوں کا کیا حال ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر کی ساری

نیکیاں ابوبکر کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ رضی اللہ عنہما۔ (مشکوۃ ص ۵۶۰)

حضرت صدیق اکبر کی حسنات عظیمہ

عن امیر المؤ منین علی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم زوجنی ابنتهٗ و حملنی الی دار الهجرة واعتق بلالا من ماله وما نفعنی مال احدٍ فی الاسلام مانفعنی مال ابی بکرٍ۔

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر رحمت نازل فرمائے مجھ سے اپنی بیٹی کا عقد کیا اور مجھے دار الہجرت مدینہ منورہ میں لائے اور اپنے مال سے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خرید کر آزاد کیا۔ مجھے اسلام میں کسی کے مال نے وہ فائدہ نہیں دیا جو فائدہ ابوبکر کے مال نے دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی دختر نیک اختر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا اس میں اپنی بیٹی کی قربانی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ازواج مطہرات کسی جگہ نکاح نہیں کر سکتیں اور نہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث پا سکتی ہیں نہ رہنے کے لیے گھر۔ اس لیے کبھی کبھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال آجاتا تھا تو دل مبارک پر اس کا اثر ظاہر ہوتا تھا ان تمام ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال نہایت ہی قابل فکر تھا کیونکہ آپ نکاح کے وقت سات سالہ تھیں جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۴۵ سال تھی حضور کی وفات شریف کے وقت آپ کی عمر شریف تقریباً اٹھارہ سال تھی اور کل عمر شریف ترپن سال ہوئی، عین جوانی میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ اٹھا پھر ساری عمر شریف بے سروسامانی میں گزاری، اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے مجھ پر احسان کیا کہ اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دی۔

حضرت ابن ابومعلیٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو اختیار دیا کہ جب تک چاہے دنیا میں رہ کر کھائے پیئے یا اپنے رب کے پاس آجائے، تو اس نے اپنے رب سے ملنے کو پسند کیا، یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے، صحابۂ کرام نے ایک دوسرے سے کہا کہ تمہیں اس شیخ پر تعجب نہیں ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نیک آدمی کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں رہنے یا اپنے رب سے ملاقات کرنے کا اختیار دیا تو اس نے رب کی ملاقات کو ترجیح دی، راوی فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پاک کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ چناں چہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بلکہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہم پر جان ومال کے ذریعہ ابوقحافہ کے بیٹے سے زیادہ کسی نے احسان نہیں کیا اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابن قحافہ کو بناتا لیکن ان سے محبت اور اخوت ایمانی ہے۔ (یہ کلمہ دو یا تین مرتبہ ارشاد فرمایا) اور تمہارا ساتھی تو اللہ کا خلیل ہے۔ (جامع الترمذی ج۲ص۲۰۶)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے والد کے ساتھ بارگاہ نبوی میں

سرور انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مسجد حرام میں تشریف فرما ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بوڑھے باپ کو ہاتھ پکڑے ہوئے لے آئے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب دیکھا تو فرمایا "اے ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ! تم اس شیخ کو گھر میں رہنے دیتے، تاکہ میں خود ان کے پاس چل کر آجاتا"۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ میرے والد کا فرض تھا کہ وہ چل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں شرف باریابی حاصل کریں بجائے اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس چل کر تشریف لے جاتے، نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے سامنے بٹھایا، پھر ان کے سینہ پر دست مبارک پھیرا، پھر فرمایا، اسلام لے آؤ، چناں چہ ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کیا، سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے والد کے اسلام قبول کرنے پر ہدیۂ تبریک پیش کیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرمانا کہ آپ نے شیخ کو گھر میں ہی رہنے دیا ہوتا تاکہ میں ان کے پاس چل کر جاتا، اس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت افزائی مقصود تھی، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ شرف بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیب ہوا کہ ان کی چار پشتیں مشرف باسلام ہوئیں اور ان کو صحابی بننے کا اعزاز نصیب ہوا، (۱) حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ، (۲) خود ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، (۳) حضرت صدیق کے صاحبزادے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ، (۴) ان کے صاحبزادے محمد رضی اللہ عنہ، یہ چاروں مشرف باسلام ہوئے اور نبی الانبیا علیہ التحیۃ والثنا کے صحابی بننے کا بھی انہیں شرف نصیب ہوا۔ (ضیاء النبی ج ۲ ص ۴۷۵ / علامہ پیر کرم شاہ ازہری رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت ابوبکر صدیق بارگاہ الوہیت میں

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی ﴿ وَ سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ﴾ عن قریب وہ شخص جہنم سے آزاد ہوگا جو اَتقیٰ ہے اور خدا کی راہ میں مال خرچ کر کے اس کو پاکیزہ کرتا ہے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جہنم سے آزاد ہونے کی بشارت دی اور انہیں اَتقیٰ فرمایا، اَتقیٰ کے معنیٰ ہیں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا۔

انسان کا سب سے بڑا کمال فیاضی اور خوف خدا ہے، اور یوں تو تمام بزرگان دین کو تقویٰ حاصل ہوتا ہے لیکن اصل اعزاز اس شخص کا ہے جسے خدا خود متقی فرمائے بلکہ اَتقیٰ

سب سے زیادہ متقی ہونے کا اعزاز بخش دے۔

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔﴿ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقَاکُمْ ﴾ تم میں سب سے زیادہ مکرم وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو اور جب اللہ تعالیٰ کے نزدیک امت میں سب سے متقی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں تو اس کی بارگاہ میں مکرم بھی سب سے زیادہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرار پائے۔

بے مثال جاں نثاری

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے غار ثور کا گوشہ گوشہ صاف کیا پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لے کر غار ثور کے اندر پہونچے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو پر سر اقدس رکھ کر لیٹ گئے، جہاں محبت ہوتی ہے وہاں اندیشے بھی بے شمار ہوتے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فکر تھی کہ کہیں کفار پیچھا کرتے کرتے غار تک نہ پہونچ آئیں اور مبادا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف پہونچے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر! فکر نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے اسی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ اِذْیَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ﴾ دو میں سے دوسرے جب وہ دونوں غار میں تھے، جب انہوں نے اپنے صحابی سے کہا غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ثانی اثنین فرمایا، اس کا مطلب یہ ہے کہ جس جگہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول ہیں وہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ثانی ہیں۔ چناں چہ ایمان میں، تبلیغ میں، نصرت فی الدین میں، ہجرت میں، امامت میں، امارت میں، روضہ میں، حشر میں، جنت میں، غرض کہ جہاں جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول ہیں وہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثانی ہیں۔

عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لابى بكر انت صاحبى على الحوض وصاحبى فى الغار: (جامع الترمذی ج۲ص ۲۰۸)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ تم حوض پر میرے ساتھ رہو گے اور غار ثور میں میرے ساتھ رہے۔

عن انس بن مالك أنّ ابا بكر الصديق حدثهٗ قال نظرت الى اقدام المشركين على رؤسنا ونحن فى الغار فقلت يا رسول الله لو انّ احدهم نظر الى قدميه ابصرنا تحت قدميه فقال يا ابابكر ماظنّك باثنين الله ثالثهما۔ (الصحيح لمسلم ج۲ص۲۷۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس وقت ہم غار میں تھے میں نے اپنے سروں کی جانب مشرکین کے قدم دیکھے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر ان میں سے کسی نے اپنے پیروں کی طرف نظر کی تو وہ ہمیں دیکھ لے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر تمہارا ان دو کے بارے میں کیا گمان ہے، جن میں کا تیسرا اللہ ہے۔

منصب امامت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، یارسول اللہ! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو کچھ نہ سنا سکیں گے۔ آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیجئے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کریں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب لوگوں کو کچھ نہ سنا سکیں گے، لہذا آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسا ہی کہا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو یوسف والیاں ہو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ (جامع الترمذی ج۲ ص۲۰۸)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس حکم نبوی کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم پڑھاؤ انہوں نے کہا آپ مجھ سے زیادہ مستحق ہیں، غرض اس روز سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نماز پڑھاتے رہے ایک روز حسب معمول نماز پڑھا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا، لیکن آپ نے اشارہ سے منع فرمایا اور خود ان کے داہنے پہلو میں بیٹھ کر نماز ادا کی۔ (خلفائے راشدین ج۱ ص۳۲ ر از مولوی حاجی معین الدین ندوی)

آپ کی خلافت

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو کنت متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابابکر ولکن اخی وصاحبی۔ (صحیح البخاری ج۱ ص۵۱۶)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیل بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور میرے صحابی ہیں۔

عن حذیفۃ قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا

بالذین من بعدی واشار الی ابی بکر وعمر۔

(جامع الترمذی ج۲ص۲۰۷)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا میں (اپنے آپ) نہیں جانتا کہ کتنی مدت تمہارے ساتھ رہوں گا میرے بعد والوں کی پیروی کرنا یہ فرما کر آپ نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف اشارہ فرمایا۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ چناں چہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے متفقہ طور پر آپ کو خلیفۂ اول کے طور پر منتخب فرمایا، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کر تے ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عظیم الشان اجتماع حضرت سعید بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر ہوا جہاں پر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختصر تقریر فرمائی کہ اے جماعت صحابہ! آقائے دوجہاں مہاجرین میں سے تھے۔ لہذا ان کا نائب بھی انھیں مہاجرین میں سے ہوگا اور جس طرح ہم لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاون ومددگار تھے اسی طرح خلیفۂ اول کے معاون ومددگار رہیں گے۔ اس کے بعد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا اب یہ تمہارے والی ہیں اور آپ سے بیعت کی۔ اس کے بعد پھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر تمام انصار ومہاجرین نے آپ سے بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر رونق افروز ہوئے تو مجمع میں حضرت زبیر اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نہیں پایا۔ آپ نے اعلان فرمایا ان کو بلایا جائے جب وہ آگئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ آپ لوگ مسلمانوں میں اختلاف ہونے نہیں دیں گے اور آپ اسلام کو کمزور ہونے سے بچانے میں میری مدد کریں گے، تو ان لوگوں نے

کہا کہ اے خلیفۂ رسول آپ کچھ فکر نہ کریں یہ کہہ کر انہوں نے بھی بیعت کر لی۔

عن ابی ھریرۃ قال لما توفی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واستخلف ابو بکر بعدہٗ وکفر من کفر من العرب قال عمر بن الخطاب لابی بکر کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ فمن قال لا الٰہ الا اللہ فقد عصم منی مالہٗ و نفسہٗ الا بحقہ وحسابہٗ علی اللہ تعالیٰ فقال ابو بکر واللہ لا قاتلنّ من فرّق بین الصلٰوۃ و الزکٰوۃ حقّ المال واللہ لو منعونی عقالا کانوا یودّونہٗ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتھم علی منعہ فقال عمر بن الخطاب فواللہ ما ھو الا ان رأیت اللہ قد شرح صدر ابی بکر القتال فعرفت انہ الحق۔(الصحیح لمسلم ج۱ص۳۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور اہل عرب میں سے جنہیں کافر ہونا تھا وہ کافر ہو گئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف اعلان جنگ کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ ان لوگوں سے کس طرح جنگ کرتے ہیں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم اس وقت تک ہوا ہے کہ وہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ کے قائل ہو جائیں پس جو شخص لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ کا قائل ہو جائے گا وہ مجھ سے اپنی جان و مال بچا لے گا ہاں حق پر ضرور اس کے جان و مال سے تعرض کیا جائے گا باقی اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ بخدا میں

ضرور اس شخص سے قتال کروں گا جو نماز وزکوۃ کی فرضیت میں فرق جانتا ہے
کیونکہ جس طرح نماز جسم کا حق ہے اسی طرح زکوۃ مال کا حق ہے اللہ کی قسم اگر وہ
لوگ ایک رسی بھی دینے سے انکار کریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانے میں دیا کرتے تھے اور مجھے نہ دیں گے تو میں ضرور ان سے جنگ
کروں گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم جب میں نے دیکھا کہ اللہ
تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ مرتدوں سے جنگ کرنے کے لیے
کشادہ کر دیا ہے تو میں بھی سمجھ گیا کہ یہی بات حق ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیات قرآنی سے استدلال، اور استنباط احکام وتفریع مسائل میں مجتہدانہ ملکہ رکھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جو تقریر فرمائی اس میں برجستہ اس آیت سے انبیا کی وفات پر استدلال کیا۔

﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ﴾ (سورۃ آل عمران پ۴)

یعنی محمد صرف رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر گئے، کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہو جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ (کنزالایمان)

اس آیت نے یکا یک ایمان واعتقاد مستحکم کر دیا اور لوگوں کو ایسا محسوس ہوا کہ گویا یہ آیت پہلے سے یاد ہی نہیں تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ طبیب بلائیں؟ چونکہ مسئلۂ تقدیر پر نہایت شدت کے ساتھ اعتماد رکھتے تھے، بولے "طبیب نے مجھے دیکھ کر کہا ہے، فَعَّالٌ لِمَا یُرِیْد" یعنی ارادۂ خداوندی میں کوئی مانع نہیں ہو سکتا "

وصال

۲۲/۲۳ جمادی الاخرہ ۱۳ھ ہجری کی درمیانی شب بعد نماز مغرب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات حسرت آیات ہوئی۔ اور آپ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارکہ میں دفن کیا گیا۔ ﴿ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ﴾

فضائل ومناقب

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام ولقب

آپ کا اسم گرامی عمر، کنیت ابوحفص، اور لقب فاروق تھا، رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

سلسلۂ نسب

سلسلۂ نسب یہ ہے عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی بن فہر بن مالک آپ کا سلسلۂ نسب آٹھویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سلسلۂ نسب سے مل جاتا ہے، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

قبول اسلام

"عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اللهم اعز الاسلام بابى جهل بن هشام او بعمر بن الخطاب قال فاصبح فغدا عمر على رسول الله صلى الله عليه وسلم فاسلم" (جامع الترمذی ج۲ص۲۰۹)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! اسلام کو ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعہ عزت عطا فرما! راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوسرے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ دعا سے معلوم ہوا کہ عالم اسباب میں اسباب سے کام لینا جائز ہے۔

ابوجہل بن ہشام نے اعلان کیا کہ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرے اسے ایک سو اونٹنیاں اور ایک سو اوقیہ چاندی انعام دوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ کیا تو یہ وعدہ پورا کرے گا اس نے کہا: ہاں نقد دوں گا ادھار نہ ہوگا، آپ تلوار لے کر دارارقم کی طرف چل دئے جہاں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع مسلمانوں کے قیام فرما تھے راستہ میں کسی نے کہا کہ عمر اگر تم نے ان کو قتل کر دیا تو بنی ہاشم کے مقابلہ سے کیسے بچو گے آپ نے فرمایا شاید تو بھی مسلمان ہو چکا ہے جو مجھے ڈراتا ہے اس نے کہا کہ اس سے عجیب یہ ہے کہ تمہاری بہن اور تمہارے بہنوئی بھی مسلمان ہو چکے ہیں، آپ کو غیرت آئی اور اپنی بہن کے گھر پہونچے تو گھر سے قرآن مجید کی تلاوت کی آواز آرہی تھی، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ جوان لوگوں کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے، وہ چھپ گئے آپ نے اپنے بہنوئی سے کہا میں نے سنا ہے کہ تم مسلمان ہو چکے ہو، یہ کہہ کر انہیں مارنے لگے، بہن چھڑانے لگیں تو انہیں بھی مارا بہن بولیں اے عمر! تم چاہے ہم کو ہلاک کردو ہم تو مسلمان ہو چکے ہیں، اس کلام نے اپنا کام کر دیا، دل پر نقش ہو گیا ہے، فرمایا: وہ کلام مجھے بھی سناؤ جو تم پڑھ رہی تھیں، فرمایا پہلے غسل کرو آپ نے غسل کیا پھر کلام سنا سورۂ طٰہٰ شریف کی آیت تھی۔ ﴿اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی﴾ جب یہ آیت سنی تو نعرہ مار کر بولے کہ جس کی یہ صفت ہے، وہ ہی لائق عبادت ہے، اتفاقاً حضرت خباب بن ارت وہاں پہونچے فرمایا اے عمر آج رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمہارے ایمان کی دعا مانگی ہے، تم کو ایمان اس دعا کی برکت سے ملا پھر آپ حضرت خباب کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیت ارقم میں پہونچے اور پکار اٹھے۔ ﴿اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ﴾

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دعا نہ کی تھی کہ خدایا اسلام کو

عمر کے ذریعہ عزت دے بلکہ دعا یہ کی تھی اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ عُمَرَ بِالْاِسْلَامَ۔ خدایا عمر کو بذریعہ اسلام عزت دے مگر یہ ثابت یوں ہی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہی دعا کی تھی " اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ " : خدایا عمر کے ذریعہ اسلام کو عزت دے یہ ایسا ہی ہے جیسے رب کا فرمانا ﴿فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ﴾ تو ہم نے تیسرے سے زور دیا یا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "زینوا القرآن باصواتکم" تم اپنی آواز سے قرآن کو مزین کرو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبوت کے پانچویں سال ایمان لائے آپ سے چالیس مسلمانوں کا عدد پورا ہوا آپ سے تین دن پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسمت میں ایمان کی دولت لکھ دی تھی تو ابوجہل کے حصہ میں کیونکر آتی۔ ﴿ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ﴾ اللہ کا فضل ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ایمان کی دولت عطا فرما دیتا ہے۔

فضائل ومناقب

﴿اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَائِکُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ وَعَفَا عَنْکُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْ هُنَّ﴾

(سورۃ البقرۃ پ۲)

روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لیے حلال ہوا وہ تمہار ی لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا تو اب ان سے صحبت کرو۔ (کنزالایمان)

شرائع سابقہ میں افطار کے بعد کھانا پینا مجامعت کرنا نماز عشا تک حلال تھا بعد نماز عشا یہ سب چیزیں شب میں بھی حرام ہو جاتی تھیں یہ حکم زمانہ اقدس تک تھا بعض صحابہ سے رمضان کی راتوں میں بعد نماز عشا مباشرت وقوع میں آئی ان میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے

اس پر وہ حضرات نادم ہوئے اور بارگاہ رسالت میں عرض حال کیا اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا اور آیت نازل ہوئی اور بیان کر دیا گیا کہ آئندہ کے لیے رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مجامعت کرنا حلال کیا گیا۔ اور خیانت سے وہ مجامعت مراد ہے جو قبل اباحت رمضان کی راتوں میں مسلمانوں سے سرزد ہوئی تھی اس کی معافی کا بیان فرما کر ان کی تسکین فرمادی گئی کہ اب وہ ممانعت اٹھادی گئی اور رمضان کی راتوں میں مباشرت مباح کر دی گئی اور اس آیت مبارکہ میں ہدایت یہ بھی ہے کہ مباشرت نسل و اولاد حاصل کرنے کی نیت سے ہونی چاہیے جس سے مسلمان بڑھیں اور دین قوی ہو اور اس آیت سے ایک اور مسئلہ حل ہو گیا کہ شرائع سابقہ میں رمضان کی راتوں میں روزے دار پر سونے کے بعد کھانا پینا حرام ہو جاتا تھا، لیکن اب اللہ تعالیٰ نے افطار کے بعد سے صبح صادق تک کھانا پینا سب حلال فرمادیا۔

عن عقبة بن عامر قال قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لو كان نبي بعدى لكان عمر بن الخطاب (جامع الترمذی ج۲ص۲۰۹)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے۔

اس فرمانِ عالی کا مطلب یہ ہے کہ گزشتہ امتوں میں حضرات انبیائے کرام ہوتے ہوئے اگر میری امت میں کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے ورنہ حضور کی امت میں ہزارہا الہام والے اولیاء اللہ ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے تمام صحابہ خصوصاً حضرت عثمان وعلی وصدیق صاحبان الہام اولیاء اللہ تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے حضور نے خود فرمایا۔ انا خاتم النبيين لا نبي بعدي. میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو مسلمانوں کو حد درجہ خوشی

ہوئی اور مکہ میں اسلام کا بول بالا ہوتا چلا گیا، بلکہ صحیح تو یہ ہے کہ ان کے بعد اسلام میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا اس وقت تک مسلمان اپنے مذہبی فرائض اعلانیہ طور پر ادا کرنے کی بجائے چھپ کر ادا کیا کرتے تھے لیکن جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو حالات یک بیک بدل گئے اور لوگ اعلانیہ طور پر فرائض ادا کرنے لگے۔

قال عبدالله بن مسعود مازلنا اعزةً منذ اسلم عمر۔

(صحیح البخاری ج۱ص۵۲۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا ہم ہمیشہ غالب رہے۔

عن انس ان النبی صلی الله تعالی علیه وسلم قال دخلت الجنة فاذا انا بقصرمن ذهب فقلت لمن هذا القصرقالوا لشاب من قریش فظننت انی انا هوفقلت ومن هو فقالوا عمربن الخطاب۔ (جامع الترمذی ج۲ص۲۰۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں سونے کا ایک محل دیکھا میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے کہنے لگے قریش کے ایک نوجوان کا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے گمان ہوا کہ وہ میں ہی ہوں میں نے پوچھا وہ کون ہے فرمایا وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

عن جابر عن النبی صلی الله علیه وسلم قال دخلت الجنة فرایت فیها داراً او قصراً فقلت لمن هذا فقالوا لعمر بن الخطاب فاردت انْ ادخل فذکرت غیرتك فبکی عمر وقال ای رسول الله او علیك یغار۔

(الصحیح لمسلم ج۲ص۲۷۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا میں نے وہاں ایک گھر یا محل دیکھا، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ حاضرین نے کہا یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا محل ہے، میں نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا پھر مجھے تمہاری غیرت یاد آئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا: یارسول اللہ کیا میں آپ سے غیرت کروں گا۔

مثالی ہجرت

مکہ میں جس قدر مسلمانوں کی تعداد بڑھتی گئی، اسی قدر مشرکین قریش میں بھی مسلمانوں کے تئیں بغض وعناد میں اضافہ ہوتا گیا پہلے وہ فطری خونخواری اور جوش مذہبی کی بنا پر مسلمانوں کو اذیت پہونچاتے تھے، تو اب انھیں سیاسی مصالح نے مسلمانوں کے کامل استیصال پر آمادہ کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے کے بعد تقریبا ۶ / ۷ برس تک قریش کے مظالم برداشت کیے جب مسلمانوں کو مدینہ کی جانب ہجرت کی اجازت ملی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس سفر کے لیے آمادہ ہوئے اور بارگاہ نبوت سے اجازت لے کر چند آدمیوں کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور اس شان کے ساتھ روانہ ہوئے کہ پہلے مسلح ہو کر مشرکین کے مجمعوں سے گزرتے ہوئے خانۂ کعبہ پہونچے نہایت اطمینان سے طواف کیا، نماز پڑھی پھر مشرکین سے مخاطب ہو کر کہا کہ جس کو مقابلہ کرنا ہو وہ مکہ سے باہر نکل کر مقابلہ کر لے، لیکن کسی کی ہمت نہ ہوئی اور وہ مدینہ روانہ ہو گئے۔

(خلفائے راشدین ج ۱ ص ۱۰۴ ، از مولوی حاجی معین الدین ندوی)

حضرت عمر کی رائے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب کا ایک روشن باب یہ ہے کہ آپ کی رائے کے موافق متعدد آیات قرآنیہ کا نزول ہوا۔

جنگ بدر میں ستر کافر قید کر کے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں لائے گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یہ آپ کی قوم و قبیلے کے لوگ ہیں میری رائے میں انھیں فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے اس سے مسلمانوں کو قوت بھی پہونچے گی اور کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اسلام نصیب فرمائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی آپ کو مکہ میں نہ رہنے دیا یہ کفر کے سردار اور سرپرست ہیں اور ان کی گردنیں اڑادی جائیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فدیہ سے غنی کیا ہے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عقیل پر اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو عباس پر اور مجھے میرے قریبی پر مقرر کیجئے کہ ان کی گردنیں مار دیں آخر کار فدیہ ہی لینے کی رائے قرار پائی اور جب فدیہ لیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ﴾

(سورۃ الانفال پ۱۰)

کسی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب زمین میں ان کا خون خوب نہ بہے تم لوگ دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے۔ (کنز الایمان)

یہ خطاب مومنین کو ہے اور مال سے فدیہ مراد ہے یعنی تمہارے لیے آخرت کا ثواب جو قتل کفار و اعزاز اسلام پر مرتب ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ یہ حکم بدر میں تھا جب کہ مسلمان تھوڑے تھے پھر جب مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوئی اور وہ فضل الٰہی سے قوی ہوئے تو قیدیوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَاِمَّا مَنًّاۢ بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً﴾ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مومنین کو اختیار دیا کہ چاہے کافروں کو قتل کریں چاہے انہیں غلام بنائیں چاہے آزاد کریں بدر کے قیدیوں کا فدیہ چالیس اوقیہ سونا فی کس تھا جس کے سولہ سو درہم ہوئے۔

مدینہ کا اسلام مکہ کی طرح بے بس و مجبور نہ تھا بلکہ اب آزادی اور اطمنان کا دور تھا، اور وقت آ گیا تھا کہ فرائض وارکان محدود اور متعین کئے جائیں، نیز مسلمانوں کی تعداد وسیع سے وسیع تر ہوتی جارہی تھی اور وہ دور دور کے محلوں میں آباد ہونے لگے تھے، اس بنا پر شدید ضرورت تھی کہ اعلانِ نماز کا کوئی طریقہ متعین کیا جائے، چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اسی کا انتظام کرنا چاہا، بعض صحابہ کی رائے ہوئی کہ آگ جلا کر لوگوں کو خبر کی جائے، بعض کا خیال تھا کہ یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح بوق وناقوس سے کام لیا جائے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک آدمی اعلان کے لیے کیوں نہ مقرر کیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ رائے پسند آئی، اور اسی وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کا حکم دیا گیا، اس طرح اسلام کا ایک شعارِ اعظم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے موافق قائم ہوا، جس سے تمام عالم قیامت تک دن اور رات میں پانچ وقت توحید ورسالت کے اعلان سے گونجتا رہے گا۔ (خلفائے راشدین ج۱ص ۱۰۵ از مولوی حاجی معین الدین ندوی)

شروع میں "الصلوۃ جامعۃ" وغیرہ پکار کر لوگوں کو نماز کے لیے یکجا کر لیا جاتا تھا پھر بعض صحابہ کو خواب میں مروجہ اذان کی تلقین ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان خوابوں کی حقانیت بیان فرمائی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شیطان کا راہ فرار اختیار کرنا

أنّ محمد بن سعد بن ابی وقاص اخبرهٗ أنّ اباهٗ استأذن عمر بن الخطاب علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وعندهٗ نسوة من قریش یکلمنهٗ ویستکثرنهٗ عالیة اصواتهن علی صوته فلما استأذن عمر بن الخطاب فمن فبادرن الحجاب فاذن لهٗ رسول الله صلی الله علیه وسلم فدخل عمر و رسول الله صلی الله علیه

وسلم يضحك (الى آخر الحديث) (صحیح البخاری ج۱ص۵۲۰)

محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعلیہ وسلم سے اجازت طلب کی جب کہ آپ کے پاس قریشی عورتیں بیٹھی ہوئی (ازواج مطہرات) آپ سے گفتگو کر رہی تھیں اور ان کی آوازیں آپ کی آواز پر بلند ہو رہی تھیں۔ جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو وہ جلدی سے پردہ میں چلی گئیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو اجازت دیدی۔ وہ اندر آئے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کے دندان مقدس کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ان عورتوں پر تعجب کیا جو میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں جب تمہاری آواز سنی تو جلدی سے پردہ میں چلی گئیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ زیادہ لائق ہیں کہ یہ آپ سے ڈریں پھر کہا اپنی جانوں کی دشمنو! کیا مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتی ہو۔ انہوں نے کہا: تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت اور گفتگو میں سخت ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب! (رضی اللہ عنہ) چھوڑو اور اس طرف آؤ۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کسی راہ میں چلنے والا شیطان تم سے نہیں ملتا، مگر وہ راستہ چھوڑ کر اور راہ اختیار کر لیتا ہے۔

منصب امامت

۷ رجمادی الآخرہ ۱۳ھ ہجری کو شدت سردی کے ایام میں امام اول جانشین رسول خلیفۂ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غسل کیا جس کے بعد آپ کو بخار

ہوگیا جو وفات تک مسلسل رہا، جب ضعف ونقاہت کی وجہ سے جماعت کے لیے تشریف لے جانا آپ کے بس سے باہر ہوگیا تو آپ نے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دے کر امت مسلمہ کی امامت وقیادت کے لیے عملاً جانشین مقرر کر دیا۔ جس طرح نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے پہلے آپ کو اس منصب جلیل پر متعین فرمایا تھا، اسی کے ساتھ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانشینی اور خلافت کا پروانہ لکھوایا جسے تمام لوگوں نے بطیب خاطر قبول کیا۔

پروانۂ خلافت

هذا ما عهد ابو بكر بن ابو قحافة الى المسلمين اما بعدفانى قد استخلفت عليكم عمر بن الخطاب ولم آل لكم خيرا۔

حضرت ابو بکر صدیق بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں سے جو وعدہ کیا تھا وہ یہی ہے کہ میں نے تمہارے اوپر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر کر دیا ہے، اور میں نے اس معاملہ میں تمہارے لیے بھلائی میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔

۲۲/۲۳ جمادی الآخرہ ۱۳ھ ہجری کی درمیانی شب بعد مغرب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات حسرت آیات ہوئی، اس کے بعد عہد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے با اعتماد وزیر اور خلافت صدیقی کے مخلص مشیر جناب سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام دوم خلیفۃ المسلمین کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہوئے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سعد سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجۂ مقدسہ حضرت ام

کلثوم بنت امیر المؤمنین حضرت علی و بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا، تو انہیں روتے ہوئے پایا، رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین! یہ یہودی کعب احبار (اجلۂ تابعین، وعلمائے کتابین اعلم علمائے تورات سے ہیں، پہلے یہودی تھے، خلافت فاروقی میں مشرف باسلام ہوئے) یہ کہتا ہے کہ آپ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہیں، امیر المؤمنین نے فرمایا جو خدا چاہے، خدا کی قسم بیشک مجھے امید ہے کہ میرے رب نے مجھے سعید پیدا کیا ہے، پھر کعب احبار کو بلا بھیجا، انہوں نے حاضر ہو کر عرض کی امیر المؤمنین! مجھ پر جلدی نہ فرمائیں قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ذی الحجہ کا مہینہ ختم نہ ہونے پائے گا کہ آپ جنت میں تشریف لے جائیں گے، فرمایا کیا بات ہے، کبھی جنت میں، کبھی جہنم میں، عرض کی امیر المؤمنین! قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ہم آپ کو کتاب اللہ میں جہنم کے دروازے پر پاتے ہیں کہ آپ لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روکے ہوئے ہیں، جب آپ انتقال فرمائیں گے قیامت تک لوگ نار میں گرا کریں گے۔

اسلام میں خلافت کا سلسلہ گو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد سے شروع ہوا اور ان کے قلیل زمانۂ خلافت میں بھی بڑے بڑے کام انجام پائے لیکن باقاعدہ منظم حکومت کا آغاز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد سے ہوا انہوں نے نہ صرف قیصر وکسریٰ کی وسیع سلطنتوں کو اسلام کے ممالک محروسہ میں شامل کیا بلکہ حکومت وسلطنت کا باقاعدہ نظام بھی قائم کیا اور اس کو اس قدر ترقی دی کہ حکومت کے جس قدر ضروری شعبے ہیں، سب ان کے عہد میں وجود پذیر ہو چکے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت جمہوری طرز حکومت سے مشابہ تھی یعنی تمام ملکی وقومی مسائل مجلس شوریٰ میں پیش ہو کر طے ہوتے تھے اس مجلس میں مہاجرین وانصار کے منتخب اور اکابر اہل الرائے شریک ہوتے تھے اور بحث ومباحثہ کے بعد اتفاق آرا یا کثرت رائے سے تمام امور کا فیصلہ کرتے تھے مجلس کے ممتاز ومشہور ارکان یہ ہیں، حضرت عثمان

حضرت علی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت معاذ بن جبل حضرت ابی بن کعب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ (خلفائے راشدین ج ۱ ص ۱۳۲ / از مولوی حاجی معین الدین ندوی)

وصال

۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا اور یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو آپ کی شہادت ہوئی۔ ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ﴾

فضائل ومناقب
حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام ونسب

آپ کا نام عثمان، کنیت ابوعبداللہ وابوعمرو ہے، لقب ذوالنورین ہے، سلسلۂ نسب یہ ہے عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبد مناف ہے پانچویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شجرۂ نسب سے آپ کا سلسلہ مل جاتا ہے، آپ کی نانی ام حکیم حضرت عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک ہی پیٹ سے پیدا ہوئی تھیں، اس رشتہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی تھیں، عام الفیل کے چھ سال بعد آپ کی پیدائش ہوئی۔

قبول اسلام اور مصائب

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان صحابہ میں سے ہیں جن کو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کی دعوت پیش کی، آپ نے قبول فرمایا یعنی ابتدائے اسلام ہی میں ایمان سے سرفراز ہوئے۔ حضرت سعد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت حلقۂ بگوش اسلام ہوئے تو آپ کا پورا خاندان بھڑک اٹھا یہاں تک کہ آپ کا چچا حکم بن ابوالعاص اس قدر ناراض اور برہم ہوا کہ آپ کو پکڑ کر ایک رسی سے باندھ دیا اور کہا کہ تم نے اپنے باپ دادا کا پرانا دین چھوڑ کر ایک نیا

مذہب قبول کرلیا ہے جب تک تم اس نئے دین کوترک نہیں کروگے ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے یہ سن کرآپ نے فرمایا'' واللہ لا ادعہ ولا افارقہ ''یعنی خدا کی قسم میں مذہب اسلام کوکبھی بھی نہیں چھوڑسکتا ہوں اور نہ کبھی اس پیاری دولت سے الگ ہوسکتا ہوں چاہے میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالو یہ تو گوارا ہے مگر مذہب اسلام دل سے نکل جائے ایسا نہیں ہوسکتا۔

فضلیت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت ثمامہ بن حزن قشیری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولت کدہ کے پاس آیا اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کے اوپر سے لوگوں کی طرف متوجہ ہوکرفرمارہے تھے اپنے دوساتھیوں کوبلاؤ جنہوں نے تمہیں میرے خلاف جمع کیا راوی فرماتے ہیں ان دونوں کولایا گیا گویا کہ دواونٹ یادوگدھے ہیں پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اوپر سے جھانک کرفرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو وہاں بیر رومہ کے سوااور کہیں میٹھا پانی نہیں تھا۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو بیر رومہ کوخرید کراپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول سے ملادے(وقف کردے)اس کے بدلے جنت میں اس سے بہتر چیز ملے گی پس میں نے اسے اپنے ذاتی مال سے خرید کر کے وقف کردیا آج تم مجھے اس کا پانی پینے نہیں دیتے یہاں تک کہ میں سمندر کا پانی پیتا ہوں محاصرین نے کہا ''بارخدایا ہاں'' آپ نے فرمایا میں تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ نمازیوں کے لیے مسجد تنگ پڑگئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جوفلاں خاندان کی زمین خرید کرمسجد کووسیع کردے جنت میں اس سے بہتر چیز ملے گی تو میں نے اس زمین کواپنے ذاتی مال سے خرید کرمسجد نبوی کووسیع کیا اورآج تم نے مجھے اس میں دورکعت نماز پڑھنے سے روک رکھا ہے۔انہوں نے کہا ہاں پھر فرمایا

میں تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے ذاتی مال سے جیشِ عشرت کے لیے سامان مہیا کیا انہوں نے کہا" بار خدایا ہاں" پھر فرمایا میں تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثبیر مکہ (ایک پہاڑ کا نام) پر تھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ، اور میں بھی تھا۔ پہاڑ متحرک ہوا یہاں تک کہ اس کے پتھر نیچے گرنے لگے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پاؤں سے ٹھوکر مار کر فرمایا ثبیر! ٹھہر جا؟ کیونکہ تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں محاصرین نے کہا "ہاں "(ٹھیک ہے) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ اکبران لوگوں نے میرے حق میں گواہی دی۔ (جامع الترمذی ج ۲ ص ۲۱۱)

بیر رومہ ایک یہودی کا تھا وہ بہت مہنگا پانی فروخت کرتا تھا اور مسلمانوں کو بہت تنگ کرتا تھا اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے، جو اس کنواں کو خرید کر وقف کردے کہ خود بھی اس کا پانی استعمال کرے اور دوسرے لوگ بھی استعمال کریں اس کے عوض اسے جنت کا حوض کوثر دیا جائے گا، خیال رہے کہ اوقاف بھی صدقہ ہوا کرتے ہیں، مگر ایسا صدقہ کہ انہیں خود وقف کرنے والا بھی استعمال کرسکتا ہے جیسے کنواں قبرستان مسجد وغیرہ اس لیے ارشاد ہوا کہ اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول کے برابر کردے۔ لہٰذا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کنواں کو پینتیس (۳۵۰۰۰) ہزار درہم میں اس یہودی سے خریدا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کنواں کو آپ کے ہاتھ حوض کوثر کے عوض فروخت کرتا ہوں، حضور خرید کر وقف فرمادیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خرید لیا اور وقف کردیا، اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کے بہ تملیک الٰہی مالک و مختار ہیں جو نعمت جس کے ہاتھ چاہیں فروخت کردیں رب تعالیٰ اس کو قبول فرمالیتا ہے۔ اس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اختیار بھی ثابت ہوتا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اب حوض کوثر پر

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملکیت ہے جو جنتی کوثر سے پئے گا وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پئے گا۔

مسجد نبوی شریف کی اصل زمین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچاس دینار میں خریدی اس پر مسجد نبوی تعمیر ہوئی اور مسلمان برابر نماز پڑھتے رہے جب مسلمانوں کی تعداد اور بڑھی تو مسجد نبوی کی زمین تنگ ہوگئی تب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو مسجد نبوی کے آس پاس کی زمین خرید کر مسجد کو وسیع کردے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچیس ہزار درہم کے عوض آس پاس کی زمین خریدی اور مسجد نبوی میں شامل کردیا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مکہ والے سے کہا کہ تو اپنا مکان جو مسجد حرام سے متصل ہے جنت کے عوض میرے ہاتھ فروخت کردے تاکہ میں اسے مسجد حرام میں شامل کردوں اس نے مکان دینے سے انکار کردیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے گھر پہونچے اسے دس ہزار اشرفیوں کی بیع پر راضی کرلیا اس کا مکان خریدا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا وہ گھر آپ مجھ سے جنت کے عوض خریدتے ہیں؟ فرمایا ہاں آپ نے وہ گھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیدیا حضور انور نے اس زمین کو مسجد حرام میں شامل کردیا معلوم ہوا کہ مسجد کعبہ اور مسجد نبوی دونوں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زمین شامل ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو گواہ بنایا کہ میں عثمان کے لیے اس کے عوض میں جنت کے گھر کا ضامن ہوں۔

صدقہ وخیرات کرنے والے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِىْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ﴾

(سورۃ البقرۃ پ ۳)

ان کی کہاوت جو اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانے کی طرح ہے جس نے اگائیں سات بالیاں ہر بالی میں سو دانے۔ (کنزالایمان)

انسان جو مال اللہ کی راہ میں خرچ کرے چاہے وہ واجب ہو یا نفل تمام ابواب خیر کو عام ہے خواہ کسی طالب علم کو کتاب خرید کر دی جائے یا کوئی شفاخانہ بنادیا جائے یا مردوں کے ایصال ثواب کے لیے تیجہ دسویں بیسویں چالیسویں کے طریقہ پر مساکین کو کھانا کھلایا جائے ان امور میں مال بظاہر دوسرے لوگوں پر خرچ ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ مال اللہ ہی کی راہ میں خرچ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ آخرت میں اس مال کے بدلے جنت عطا فرمائے گا۔

پہاڑ کیوں ہلا

أنّ انس احدثهم قال صعد النبی صلی الله علیه وسلم احدا و معه ابو بكر و عمر وعثمان فرجف فقال اسكن احد اظنه به برجله؟ فليس عليك الا نبي وصديق وشهيدان ۔(صحیح البخاری ج۱ص۵۲۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے اور ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ تھے احد کانپنے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے احد ٹھہر میرا خیال ہے کہ آپ نے اس پر اپنا پاؤں مار کر فرمایا: تیرے اوپر نبی، صدیق، اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مرتبہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو لے کر ثبیر پہاڑ پر چڑھے تو ثبیر پہاڑ ہلنے لگا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ثبیر ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں ثبیر پہاڑ کے ہلنے میں بہت اقوال ہیں لیکن قوی اور ظاہر تر قول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے پڑنے سے اسے شوق ومحبت میں وجد آگیا یہ حرکت اس کی وجدانی حالت تھی ہوا چلتی ہے شاخیں ہلتی ہیں حضور کے قدم پڑتے ہیں اور پتھر ہلتے ہیں قرآن کریم میں سارے صفات نور وہدایت وشفا پہلے ہی سے تھی مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے سے اس میں مکی مدنی ہونے کی صفت پیدا ہوئی اس میں درد وسوز وگداز پیدا ہوا کہ لوگ اسے سن

کر بغیر سمجھے ہوئے بھی تڑپتے ہیں" تری اعینھم تفیض من الدمع " معلوم ہوا کہ پہاڑوں میں دانائی سمجھ (بوجھ) اور عشق رسول کی لگن ہے اس لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے ایڑی بھی ماری اور کلام بھی کیا وہ اس خطاب سے ٹھہر بھی گیا۔اس سے معلوم ہو گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم مبارک پہاڑوں پر بھی نافذ ہے اور یہ بھی مسئلہ حل ہو گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا تھا اسی وجہ سے تو حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کی خبر دے رہے ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جنگ تبوک کے وقت بھی جنت خریدی

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یحفر بئر رومۃ فلہٗ الجنۃ فحفرھا عثمان و قال من جھّز جیش العسرۃ فلہٗ الجنۃ فجھزہٗ ۔(صحیح البخاری ج۱ص۵۲۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چاہ رومہ کھدوادے گا اس کے لیے جنت ہے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے کھدوایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جیشِ عسرہ کو تیار کرے اس کے لیے جنت ہے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ لشکر تیار کیا۔

جنگ تبوک کا واقعہ ایسے وقت میں پیش آیا جب کہ مدینہ طیبہ میں قحط پڑا ہوا تھا اور عام مسلمان بہت زیادہ تنگی اور پریشانی میں مبتلا تھے یہاں تک کہ لوگ درخت کی پتیاں کھا کر کے زندگی گزار رہے تھے اس لیے اس جنگ کے لشکر کو جیشِ عسرت کہا جاتا ہے یعنی تنگ دستی والا لشکر۔حضرت عبد الرحمٰن بن خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ میں محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت موجود تھا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیشِ عسرت کی مدد کے لیے صحابۂ کرام کو جوش دلا رہے تھے ۔اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پر جوش تقریر سن کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سو اونٹ تمام

ساز وسامان کے ساتھ راہ خدا میں پیش کرتا ہوں اس کے بعد پھر محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کے درمیان جوش و جذبہ دلانے والی تقریر فرمائی اور مدد وتعاون کی طرف توجہ دلائی پھر دوسری مرتبہ بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں دوسو اونٹ ساز وسامان کے ساتھ راہ خدا میں پیش کرتا ہوں اس کے بعد پھر تیسری مرتبہ اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگی ساز وسامان کے حصول کے لیے صحابۂ کرام کو رغبت دلانے کے لیے خطاب فرمایا تو پھر تیسری مرتبہ بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تین سو اونٹ مکمل جنگی سامان کے ساتھ راہ خدا میں حاضر کرتا ہوں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر شریف سے اترتے جاتے تھے اور فرما رہے تھے۔

مَاعَلٰی عُثْمَانَ مَاعَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ

مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمَلَ بَعْدَ هٰذِهٖ

یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کے بعد کوئی عمل نقصان نہیں پہونچا سکتا ہے۔

یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کے بعد کوئی عمل نقصان نہیں پہونچا سکتا ہے۔
(جامع الترمذی ج ۲ ص ۲۱۱ / مشکوۃ شریف ص ۵۶۱)

مراد یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانی و ایثار کا یہ عمل جو انہوں نے اپنے محبوب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایماء واشارہ پر راہ خدا میں کیا ہے وہ اتنا مقبول ومحبوب ہو چکا ہے کہ اب اور کوئی نفلی عبادت نہ کریں تب بھی ان کے درجات کی بلندی کے لیے کافی ہے اور اس مقبول ومحبوب عمل کے بعد ان کے لیے کسی نقصان کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہا۔

ایک اور روایت تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں اس طرح ہے کہ جنگ تبوک کے

وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار اونٹ جنگی ساز و سامان کے ساتھ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے تھے اور ایک ہزار دینار اپنے کرتے کی آستین میں چھپا لائے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن میں ڈال دیے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقہ کے چار ہزار درہم خدمت اقدس میں پیش کیے تو ان دونوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَا اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾ (سورۃ البقرۃ پ ۳)

وہ جو اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دیئے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیگ ان کے رب کے پاس ہے انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔ (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ سے یہ مسئلہ بھی مستخرج ہوتا ہے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ جب صدقہ وخیرات کرے یا کسی غریب کی مدد کرے تو وہ بعد میں اس سے احسان نہ جتائے کہ تو مفلس و نادار تھا تو میں نے تیرے ساتھ ایسا ایسا سلوک کیا تھا اور نہ ہی کوئی کام دکھاوا کے لیے ہونا چاہئے جیسا کہ منافقین جب اپنا مال خرچ کرتے ہیں تو اس سے رضائے الٰہی مقصود نہیں ہوتا ہے بلکہ ریاکاری کے طور پر ہوتا ہے اور یہ ریاکاری کے لیے مال خرچ کرنا مال کو ضائع کرنا ہے کیونکہ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔

لقب ذوالنورین

حضرت امام بیہقی نے اپنی سنن میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت عبداللہ جعفی نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے ماموں حضرت حسین جعفی نے دریافت فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذوالنورین لقب کیوں ہے؟ میں نے عرض کیا

نہیں، تو ماموں نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے علاوہ کسی شخص کے عقد میں کسی نبی کی دوصاحبزادیاں نہیں آئیں۔ یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خصوصیت ہے کہ آپ کے عقد میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دوصاحبزادیاں حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت بی بی ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں اسی لیے آپ کا لقب ذوالنورین پڑا۔

سرکار اعلیٰ حضرت اس کی ترجمانی فرماتے ہیں۔

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدر میں جانے سے منع فرمایا تھا۔ اس لیے کہ ان کی زوجہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ اس لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ بدر سے غائب نہیں رہے بلکہ وہ گویا بدر میں تھے جہاد کر رہے تھے۔ مدینہ منورہ میں ان کا گھر ان کے لیے بدر کا میدان تھا اور اپنی زوجہ حضرت رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت ان کے لیے بدر کا جہاد تھا۔ یہ ہیں اس شہنشاہ کے اختیارات خداداد کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مدینہ منورہ بلکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر بدر بنادیا۔

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس مرض میں وفات پا گئیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت روئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا عثمان کیوں روتے ہو عرض کیا میں حضور کی دامادی سے محروم ہو گیا فرمایا کہ مجھ سے جبرئیل امین نے فرمایا ہے کہ حکم رب العالمین یہ ہوا ہے کہ میں اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح تم سے کردوں بشرطیکہ وہی مہر ہو جو رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا اور تم اس سے وہی سلوک کرو جو رقیہ کے ساتھ کرتے تھے، چناں چہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کردیا، دنیا میں ایسا کوئی نہیں

جس کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں۔ اس لیے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے یعنی دو نور والے، حضور بھی نور ہیں اور آپ کی اولاد بھی نور، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات پر فرمایا کہ اگر میری ایک سو بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے تمہارے نکاح میں دے دیتا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات کے واقعہ میں ذکر کیا کہ آپ نے خلافت کے انتخاب کے لیے چھ صحابہ کرام حضرت علی، عثمان، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، زبیر بن عوام، طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حوالہ کر دیا کہ جس پر یہ اتفاق کریں وہی زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لے۔ تو ان حضرات نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اختیار دے دیا کہ جسے وہ مناسب خیال کریں منتخب کریں تو انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا اور سب نے آپ کی بیعت کر لی۔ یہ یکم محرم الحرام ۲۴ھ ہجری بروز سنیچر کا واقعہ ہے آپ کی خلافت کی مدت گیارہ سال گیارہ ماہ اور بائیس دن ہیں۔ جبکہ آپ کی شہادت ۲۲ ذی الحجہ ۳۵ھ ہجری کو ہوئی تھی۔ ایک روایت کے مطابق بروز جمعہ عصر کے بعد آپ کو شہید کیا گیا اور ہفتہ کی رات کو مغرب اور عشاء کے درمیان حش کوکب؟ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حش کوکب کو خرید کر بقیع میں شامل کر دیا تھا۔ اس طرح جنت البقیع کی توسیع کی گئی آپ کی عمر شریف بیاسی سال کچھ ماہ ہے یہی مشہور ہے واللہ ورسولہ اعلم۔ (تفہیم البخاری ج ۵ ص ۶۰۶)

وصال:

۲۲ رذوالحجہ ۳۵ھ ہجری کو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی۔ ایک روایت کے مطابق جمعہ کے روز عصر کے بعد آپ کو شہید کیا گیا اور ہفتہ کی رات کو مغرب اور عشا کے درمیان حش کوکب؟ میں آپ کو دفن کیا گیا۔ ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾

فضائل ومناقب

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام ولقب

آپ کا اسم گرامی علی اور کنیت ابوالحسن وابوتراب ہے، اور لقب حیدر (شیر) ہے، آپ کے والد کا نام ابوطالب بن عبدالمطلب ہے اور والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد ہے ۔

سلسلۂ نسب

یہ ہے، علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی، چونکہ ابوطالب کی شادی اپنے چچا کی لڑکی سے ہوئی تھی، اس لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نجیب الطرفین ہاشمی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حقیقی چچا زاد بھائی داماد اور اہل بیت اطہار سے ہیں۔

قبول اسلام

بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں آپ کی ذات ہے، آپ ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے کہ سرکار دو جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے اس وقت آپ کی عمر آٹھ سال تھی۔

عن عروة رضی الله تعالیٰ عنه قال ! اسلم علی كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ الْكَرِيْمَ وهو ابن ثمان سنين۔

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم

اللہ وجہہ الکریم آٹھ سال کی عمر میں ایمان لائے۔

کم سنی میں قبولیت اسلام پر آپ کو ناز تھا۔ چناں چہ بطور تحدیث نعمت آپ نے یہ شعر کہا ہے: سَبَقْتُكُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ طُرًّا .. غُلَامًا مَا بَلَغْتُ اَوَانَ حُلْمِىْ ۔ یعنی ابھی میں نابالغ اور کمسن تھا کہ اسی زمانہ میں مجھے اے لوگو تم سب سے پہلے قبولیت اسلام کا شرف حاصل ہو گیا۔

جس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خاکدان گیتی پر آنکھیں کھولیں تو ہر طرف کفر کی آندھی چل رہی تھی، اور ہر قبیلے کے لوگ اپنا الگ معبود بنا کر اسی کی پوجا کرتے تھے، ہر طرف بت پرستی کا دور دورہ تھا، لیکن آپ نے کبھی بت پرستی نہیں کی، بلکہ جب آپ شکم مادر میں تھے، اس وقت آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد زمانۂ جاہلیت کے رسم ورواج کے مطابق جب جب بت خانہ پہونچ کر جھکنا چاہتیں تو آپ اسی انداز میں شکم مادر میں ہو جاتے کہ وہ جھک نہیں سکتیں۔ اسی لیے ان کا لقب مشہور ہے کرم اللہ وجہہ الکریم۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے نورانی چہرہ کو اس قدر پاک ومنزہ رکھا کہ شکم مادر میں ہوتے ہوئے بھی یہ نورانی چہرہ غیر خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ چنانچہ تاریخ میں یہی ملتا ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان دونوں پاکباز ہستیوں نے کبھی بتوں کی پوجا نہیں کی۔

حضرت علی کی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت

بعثت کے تقریباً تیرہ برس تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ کی گھاٹیوں میں اسلام کی صدا بلند کرتے رہے لیکن مشرکین قریش نے اس کا جواب مخالفت اور سرکشی سے دیا اور آپ کے فداکاروں پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جاں نثاروں کو آہستہ آہستہ مدینہ جانے کا حکم دیا، چنانچہ چند نفوس قدسیہ کے علاوہ مکہ مسلمانوں سے خالی ہو گیا، اس ہجرت سے مشرکین مکہ کو اندیشہ ہوا کہ اب مسلمان ہمارے

قبضہ سے باہر ہو گئے ہیں، ممکن ہے کہ وہ اپنی قوت مضبوط کر کے ہم سے انتقام لیں، اس خطرہ نے ان کو خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان کا دشمن بنا دیا، مشرکین ایک روز آپس میں مشورہ کر کے رات کے وقت کاشانۂ نبوت کی طرف چلے کہ مکہ چھوڑنے سے پہلے ذات اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا سے رخصت کر دیں لیکن مشیت خداوندی یہ تھی کہ توحید کی روشنی سے شرک کی ظلمت کافور ہو جائے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مشرکین کے ارادوں سے اطلاع دیدی، اور مدینہ کی ہجرت کا حکم ہوا لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر اطہر پر استراحت کا حکم دیا، اور خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔

اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر بائیس یا تئیس برس کی تھی، اس خطرہ کی حالت میں بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بستر پر اطمینان سے سوتے رہے، اور پوری رات مشرکین قریش اس دھوکہ میں رہے کہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استراحت فرما ہیں، اور صبح ہوتے ہی اپنے ناپاک ارادہ کی تکمیل کے لیے اندر آئے تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوئے ہوئے ہیں یہ دیکھ کر وہ حیرت میں پڑ گئے کہ آپ کا ایک جان نثار اپنے آقا پر قربان ہونے کے لیے سو رہا ہے۔

مکہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو یا تین دن تک مکہ میں مقیم رہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق جن لوگوں سے آپ کا لین دین تھا، ان معاملات سے فراغت حاصل کی اور تیسرے یا چوتھے دن وطن کو خیر باد کہہ کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت کلثوم بن ہدم کے مہمان تھے اس لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہی کے گھر پہونچے تو دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد انصار و مہاجرین کے درمیان رشتۂ مواخات قائم فرمایا، یعنی دو دو حضرات کو آپس میں بھائی بنایا

لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی کا بھائی نہ بنایا گیا جس سے انہیں بڑی افسردگی لاحق ہوئی تو سرکار علیہ السلام نے ان کو اپنا بھائی ہونے کا اعزاز بخشا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔

عن ابن عمر قال : اٰخیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بین اصحابہ فجاء علی تدمع عیناہٗ فقال یا رسول اللہ اٰخیت بین اصحابک ولم تواخ بینی بین احد فقال لہٗ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انت اخی فی الدنیا والاخرۃ ۔(جامع الترمذی ج۲ص۲۱۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حالت میں حاضر ہوئے کہ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے آکر عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے صحابۂ کرام کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

غزوۂ بدر والے سال یعنی ۲ھ ہجری میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دامادی کا شرف بخشا، یعنی اپنی محبوب ترین صاحبزادی سیدۃ النسا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کر دیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عقد کی درخواست سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق اور ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے کی تھی۔ لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہیں دیا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خواہش ظاہر کی، آپ نے ان سے پوچھا تمہارے پاس مہر ادا کرنے کے لیے کچھ ہے؟ بولے ایک گھوڑا اور ایک زرہ اور

ایک تلوار ہے، یہ سب انہیں جنگ بدر کے فتح ہونے کے بعد مال غنیمت سے ملا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑا تو لڑائی کے لیے ہے، البتہ زرہ کو فروخت کر دو، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے چار سو اسی درہم میں بیچا، اور قیمت لا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی، آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ بازار سے عطر اور خوشبو خرید لائیں اور خود نکاح پڑھایا اور دونوں میاں بیوی پر وضو کا پانی چھڑک کر خیر و برکت کی دعا دی (خلفائے راشدین ج ۱ ص ۲۷۳ از مولوی حاجی معین الدین ندوی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام سے نسبت

سنہ ۹ ہجری میں جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں جانے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اہل مدینہ کی حفاظت پر اور حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کو نماز کی جماعت کرانے پر مقرر فرمایا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد میں ساتھ جانے کی خواہش کی تو یہ فرمایا کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر مناجات کے لیے گئے تو حضرت ھارون علیہ السلام کو اپنا نائب اور خلیفہ بنا کر بنی اسرائیل میں چھوڑ گئے ایسے ہی میں تم کو اپنا نائب و خلیفہ بنا کر مدینہ میں چھوڑتا ہوں اور خود جاتا ہوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم میں اور حضرت ھارون علیہ السلام میں فرق یہ ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ بھی تھے اور نبی بھی تھے تم میرے خلیفہ تو ہو مگر نبی نہیں، کیوں کہ مجھ پر نبوت ختم ہوگئی اب نہ تو میرے زمانہ میں کوئی نبی ہوگا نہ میرے بعد۔ اس حدیث سے روافض یہ دلیل پکڑتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بلا فصل خلیفہ ہیں ان میں اکثر روافض تو کہتے ہیں کہ تمام صحابہ کافر ہیں، کیونکہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے اور کو خلیفہ مان لیا۔ بعض روافض کا عقیدہ یہ ہے کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی کافر ہیں کہ انہوں نے اپنی خلافت کے لیے صحابہ سے جنگ نہ کی، بلکہ ان خلفا کی بیعت کر لی، روافض کا یہ استدلال بالکل غلط

ہے، اس لیے کہ یہاں اس وقتی خلافت کا ذکر ہے جو حضور کی غیر موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا ہوئی جو واپسی پر ختم ہو گئی، آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی طرح صرف اسی عارضی وقتی خلافت میں تھے ورنہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سگے بھائی تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ چچا زاد بھائی نیز حضرت ہارون علیہ السلام عمر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چھوٹے تھے چناں چہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عن سعد بن ابی وقاص ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ (جامع الترمذی ج۲ص۲۱۴)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔

عن سعد عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال لعلی اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی ؟ (الصحیح لمسلم ج۲ص۲۷۹)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے؟

قال النبی صلی الله علیه وسلم لعلی انت منی و انا منك وقال عمر توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو عنه راض۔ (صحیح البخاری ج۱ص۵۲۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو مجھ سے ہے اور

میں تجھ سے ہوں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راضی تھے۔

فضیلت حضرت علی رضی اللہ عنہ

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۔﴾ (سورۃ المجادلۃ پ۲۸)

اے ایمان والو! جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو۔ (کنزالایمان)

اس آیت میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اور صدقہ کا حکم ہے، جس میں فقرا کا نفع ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب اغنیا نے عرض ومعروض کا سلسلہ دراز کیا اور نوبت یہاں تک پہونچ گئی کہ فقرا کو عرض پیش کرنے کا موقع کم ملنے لگا تو عرض کرنے والوں کو عرض پیش کرنے سے پہلے صدقہ دینے کا حکم دیا گیا اور اس حکم پر حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمل کیا اور ایک دینار صدقہ کرکے دس مسائل دریافت کیے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفا کیا ہے؟ فرمایا توحید اور توحید کی شہادت دینا۔ عرض کیا حق کیا ہے؟ فرمایا اسلام وقرآن اور ولایت جب تجھے ملے۔ عرض کیا حیلہ کیا ہے؟ یعنی تدبیر، فرمایا: ترک حیلہ۔ عرض کیا مجھ پر کیا لازم ہے؟ فرمایا اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت۔ عرض کیا اللہ تعالیٰ سے کیسے دعا مانگوں؟ فرمایا صدقہ ویقین کے ساتھ۔ عرض کیا کیا مانگوں؟ فرمایا عاقبت۔ عرض کیا اپنی نجات کے لیے کیا کروں؟ فرمایا حلال کھانا اور سچ بول۔ عرض کیا سرور کیا ہے؟ فرمایا جنت۔ عرض کیا راحت کیا ہے؟ فرمایا اللہ کا دیدار۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سوالوں سے فارغ ہوگئے تو یہ حکم منسوخ ہوگیا اور رخصت نازل ہوئی اور سوائے حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور کسی کو اس پر عمل کرنے کا وقت نہیں ملا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ اس کی اصل ہے، جو مزارات اولیا پر تصدق کے لیے شیرینی وغیرہ لے جاتے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت

جس روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی۔ اور آپ کی بیعت پر تمام مہاجرین وانصار کا اتفاق ہے۔ چند لوگوں نے بیعت نہ کی لیکن آپ نے ان کو بیعت کرنے پر مجبور نہ کیا۔ جب ان سے متعلق آپ سے دریافت کیا گیا۔ تو فرمایا کہ یہ لوگ حق سے پیچھے رہے اور باطل کے ساتھ کھڑے نہ ہوئے۔

ایک روایت کے مطابق فرمایا کہ انہوں نے حق کو کمزور کیا اور باطل کی مدد نہ کی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے شامی ساتھیوں نے آپ سے بیعت نہ کی۔ ان میں سے بعض لوگ جنگ جمل کے بعد جنگ صفین میں موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور انھیں بُحْبُوحَہ جَنَّتْ میں متمکن فرمائے آمین۔ اس کے بعد خوارج نے آپ کی اطاعت سے انکار کر دیا اور انہوں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو کفر کی طرف منسوب کیا کیونکہ جب آپ کے اور اہل شام کے درمیان تحکیم کا فیصلہ ہوا اور آپ اس فیصلہ سے راضی ہوئے تو خوارج نے کہا اے علی! تم نے اللہ کے دین کا لوگوں کو حاکم تسلیم کیا ہے، حالانکہ حاکم صرف اللہ تعالیٰ اور قرآن کریم میں ہے "اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ" اور آپ کے مقابلہ میں بہت بڑا محاذ قائم کر لیا۔

جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کچھ ساتھیوں کے ساتھ ان کے پاس گئے اور انھیں جماعت میں واپس آنے کی تلقین کی لیکن انہوں نے جنگ وجدال کے سوا کسی شئی پر رضامندی نہ ظاہر کی، چناں چہ آپ نے نہروان میں ان سے جنگ کی اور ان کی بنیاد کو ہلا دیا اور ان کی شوکت وسطوت اور دبدبہ کو کمزور تر کر دیا۔ (تفہیم البخاری ج ۵ ص ۶۴۰)

وصال: رمضان المبارک ۴۰ھ ہجری تریسٹھ سال کی عمر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہادت سے سرفراز ہوئے یہی قول صحیح ہے۔ ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ﴾

فضائل ومناقب

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ

نام ونسب

آپ کا اسم گرامی طلحہ، اور کنیت ابومحمد ہے، اور آپ کا لقب طلحۃ الخیر، طلحۃ الفیاض ہے والد کا نام عبیداللہ والدہ کا نام صعبہ بنت عبداللہ ہے۔ سلسلۂ نسب یہ ہے طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب۔

قبول اسلام

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کوشش سے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بھی مشرف باسلام ہوئے۔ نوفل بن عدویہ جو اسد قریش کے لقب سے مشہور تھا اسے جب اس بات کا علم ہوا تو وہ غصہ سے بے قابو ہو گیا، اس نے دونوں کو یعنی حضرت صدیق اور طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک رسی میں جکڑا اور کس کر باندھ دیا، وہ دونوں کراہتے رہے، لیکن ابن عدویہ کے قوت ودبدبہ کے ڈر سے ان کے قبیلہ بنو تمیم کے کسی فرد کو ہمت نہ ہوئی کہ انہیں آکر چھڑا دے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام دعا کرتے تھے:

اللھم اکفنا شر ابن العدویۃ ۔ اے اللہ عدویہ کے بیٹے کے شر سے ہمیں بچا۔

ایمان لانے کی وجہ

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ بُصریٰ کی منڈی میں تجارت کے لیے گئے۔ وہاں خانقاہ میں ایک راہب رہتا تھا، اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ دریافت کرو کہ بیرونی تاجروں میں کوئی حرم کا تاجر بھی آیا ہے۔ میں نے

بتایا کہ میں مکہ سے آیا ہوں۔ مجھے اس کے پاس لے گئے، اس نے دریافت کیا کہ کیا احمد نامی کوئی شخص تم میں ظاہر ہوا ہے؟ میں نے پوچھا کون احمد؟ اس نے کہا کہ احمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب یہ مہینہ اس کے ظہور کا ہے، وہ نبی آخرالانبیا ہے۔ اس کے ظہور کی جگہ مکہ ہے اور ہجرت گاہ نخلستانوں والی وہ شورزمین ہے۔ خبردار! اس پر ایمان لانے میں تم پر کوئی سبقت نہ لے جائے۔ میرے دل میں اس کی بات بیٹھ گئی، میں جلدی سے مکہ لوٹا میں نے پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ محمد بن عبداللہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ پر ایمان لے آئے ہیں۔ میں آپ کے پاس گیا آپ نے مجھے اسلام کے بارے میں بتایا مجھے لے کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہوا۔(ضیاء النبی ج ۲ ص ۲۳۶ ازعلامہ پیر کرم شاہ ازہری رحمۃ اللہ علیہ)

فضیلت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

مِنَ الَّذِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَیْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَنْ یَّنْتَظِرُ وَ مَا بَدَّلُوا تَبْدِیْلاً۔

(سورۃ الاحزاب پ۲۱ آیت ۲۳)

مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں، جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا نہ بدلے۔(کنزالایمان)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: من سرۂ ان ینظر الی رجل یمشی علی الارض وقد قضی نحبۂ فلینظر الی طلحة ''جو شخص اس بات پر خوش ہو کہ وہ کسی ایسے آدمی کو دیکھے جو زمین پر چلتا ہو اور اس نے اپنی نذر پوری کر دی ہو وہ طلحہ کو دیکھ لے!''

عن عقبة بن علقمة الیشکری قال سمعت علی بن ابی

طالب یقول سمعت اذنی من فی رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو یقول طلحة والزبیر جارای فی الجنة۔

(جامع الترمذی ج ۲ ص ۲۱۵)

حضرت عقبہ بن علقمہ یشکری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میری کانوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ طلحہ اور زبیر (رضی اللہ عنہما) جنت میں میرے پڑوسی ہوں گے۔

عن الزبیر قال کان علی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یوم احد ذرعان فنهض الی الصخرة فلم یستطع فاقعد تحتهٗ طلحة فصعد النبی صلی الله علیه وسلم حتی استویٰ علی الصخرة قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول اوجب طلحة۔

(جامع الترمذی ج ۲ ص ۲۱۵)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جنگ احد کے دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دو زرہیں تھیں آپ نے چٹان پر چڑھنا چاہا تو نہ چڑھ سکے چنانچہ آپ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیچے بٹھا کر اوپر چڑھے یہاں تک کہ چٹان پر تشریف فرما ہوئے۔

راوی حدیث فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا طلحہ نے (اپنے لیے جنت) واجب کر لی۔

یہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی انتہائی ہمت وقوت ہے کہ بار نبوت مع دو زرہوں کے اپنی پشت پر اٹھالیا یہ طاقت رب نے عطا فرمائی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم دو زرہوں کا بوجھ لے کر اس چٹان پر نہ چڑھ سکے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سیڑھی بن کر نیچے بیٹھ گئے اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چٹان پر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی پیٹھ پر قدم رکھ کر چڑھ گئے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی یہ خدمت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسند آ گئی تو فرمایا کہ طلحہ کے

لیے اسی خدمت کی وجہ سے جنت نصیب ہوگئی معلوم ہوا کہ لاکھوں نماز روزے سجدے سجود جہاد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت افضل ہے، اسی غزوہ میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے جسم کو حضور کی ڈھال بنا کر اسی (۸۰) زخم کھائے یہ جنتی نہ ہوں تو کون ہو، آپ اتنے زخم کھانے کے بعد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے سیڑھی بن کر بیٹھے تھے۔

عن قيس بن ابى حازم قال رأيت يد طلحة التى وقى بها النبى صلى الله عليه وسلم قد شلت ـ

(صحیح البخاری ج ا ص ۵۲۷)

قیس بن ابی حازم نے کہا میں نے طلحہ کا ہاتھ دیکھا جس کے ساتھ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بچاتے تھے کہ وہ شل ہو چکا تھا۔

قال عمر توفى النبى صلى الله عليه وسلم وهو عنه راض ـ (صحیح البخاری ج ا ص ۵۲۷)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے راضی تھے۔

وصال

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جنگ جمل میں مروان کے تیر مارنے سے ۱۰ جمادی الآخرہ ۳۶ ہجری کو ۶۴ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ کی عمر میں اختلاف ہے، اکثر علماء نے کہا کہ ان کی عمر ۷۵ سال کی تھی۔ ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ﴾

فضائل ومناقب

حضرت زبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ

نام ونسب

آپ کا اسم گرمی زبیر، کنیت ابوعبداللہ اور لقب حواری رسول اللہ ہے اور والد کا نام عوّام اور والدہ کا نام صفیہ ہے، آپ قریش خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، آپ کی والدہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں، لہٰذا آپ حضور کے پھوپھی زاد بھائی ہیں اور بی بی اسما بنت ابوبکر کے خاوند ہیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہم زلف ہوئے۔

قبول اسلام

ابن سعد کے مطابق حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے چار دن بعد سولہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، قبول اسلام کے بعد دین حق کی خاطر ہر قسم کے مصائب وشدائد کو بڑی ثابت قدمی اور خندہ پیشانی سے برداشت کیا، ان کا چچا انہیں کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر ناک اور آنکھ میں دھواں دیا کرتا تھا، تاکہ اسلام کو چھوڑ دے، مگر اسلام کا نشہ ان تلخیوں سے کہاں اتر سکتا تھا۔

فضیلت حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ رشاد فرماتا ہے۔ ﴿اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوا اَجْرٌ عَظِیْمٌ﴾ (سورہ ال عمران: پ۴ آیت ۱۷۲)

وہ جو اللہ ورسول کے بلانے پر حاضر ہوئے بعد اس کے کہ انھیں زخم پہونچ چکا

تھاان کے نیکوکاروں اور پرہیزگاروں کے لیے بڑا ثواب ہے۔(کنزالایمان)

عن جابر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یا تینی بخیر القوم یو م الاحزاب قال الزبیر انا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل نبی حواریا و حواری الزبیر (مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے دن فرمایا: کون ہے جو قوم کی خبر لائے؟ تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حاضر ہوں یارسول اللہ! تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے مخلص دوست ہوتے ہیں اور میرے مخلص دوست زبیر ہیں۔

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل نبی حواریا وان حواری الزبیر ۔(صحیح البخاری ج ا ص ۵۲۷)

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر بن عوام ہے۔"

اس رات سردی بہت سخت تھی کہ گھر سے باہر نکلنے کی کسی کو ہمت نہ پڑتی تھی اس وقت حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے وعدہ کیا کہ یارسول اللہ قوم کی خبر میں لاؤں گا۔ یہ جرأت ہمت کرنا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی خدمت تھی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے کانوں سے یہ الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس لبوں سے سنے. طلحة والزبیر جارای فی الجنة۔ طلحہ اور زبیر جنت میں میرے پڑوسی ہوں گے۔(جامع الترمذی ج۲ ص ۲۱۵)

وصال

آپ کو جنگ جمل میں عمرو بن جرموز نے ۱۰ جمادی الاولیٰ ۳۶ھ ہجری میں قتل کیا، آپ کی عمر ستہتر سال کی ہوئی وادی سباع میں دفن کیے گئے پھر ایک عرصہ کے بعد بصرہ میں لاش شریف لائی گئی اور وہاں آپ کو دفن کیا گیا۔﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ﴾

فضائل ومناقب

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

نام ولقب

آپ کا اسم عبدالرحمٰن، کنیت ابو محمد والد کا نام عوف اور والدہ کا نام شفا۔

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ (سورۃ الفتح پ۲۶)

بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔ (کنزالایمان)

مذکورہ بالا آیت میں جن مقدس صحابہ کا ذکر ہوا ہے، ان جلیل القدر اور خوش قسمت صحابۂ کرام میں سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ومن مناقبه ان النبی صلی الله علیه وسلم شهد له بالجنة و انه من اهل بدر الذین قیل لهم "اعملوا ما شئتم "،الخ۔

اور آپ کے مناقب میں یہ بھی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے جنتی ہونے کی گواہی دی، اور آپ بدری صحابیوں میں سے ہیں، جن کے بارے میں (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا جو چاہو سو کرو، تمہاری مغفرت کر دی گئی ہے۔

منصب امامت

اس زمین پر ایک ایسا وقت بھی آیا کہ امام الانبیا سیدنا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف

لائے تو دیکھا کہ نماز کی اقامت ہو چکی ہے اور (سیدنا) عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ لو گوں کو (امام بن کر) نماز پڑھا رہے ہیں، وہ ایک رکعت نماز پڑھا چکے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو احساس ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے ہیں تو مصلی امامت سے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز پڑھاتے رہو۔ پس انہوں نے نماز پڑھائی،

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: " فلما سَلَّمَ قام النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و قمت فركعنا الركعة التى سبقتنا " پھر جب (حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے سلام پھیرا تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ہم کھڑے ہو گئے۔ ہماری جو رکعت رہ گئی تھی وہ پڑھی پھر سلام پھیرا۔

معلوم ہوا کہ ایک دن، عذر کی وجہ سے امام الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امامت کا شرف صرف آپ کو حاصل ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی سخاوت

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات شریف میں آپ نے ایک بار چار ہزار دینار خیرات کیے، ایک بار چالیس ہزار دینار راہ خدا میں دئے ایک بار پانچ سو گھوڑے مجاہدوں کو دیے ایک بار ڈیڑھ ہزار اونٹ راہ خدا میں دیے۔ وفات کے وقت پچاس ہزار دینار خیرات کرنے کی وصیت کی۔ ایک بار آپ بیمار ہوئے تو اپنا تہائی مال خیرات کرنے کی وصیت کی، مگر بعد میں آرام ہو گیا، تو وہ مال خود ہی خیرات کر دیا۔ صحابہ سے فرمایا کہ جو اہل بدر سے ہو، اسے میں فی کس چار سو دینار دوں گا۔ ایک دن میں ڈیڑھ لاکھ دینار خیرات کیے۔ رات کو حساب لگایا پھر بولے میرا سارا مال مہاجرین و انصار پر صدقہ ہے حتیٰ کہ فرمایا میری قمیص فلاں کو اور میرا عمامہ فلاں کو دیدینا، حضرت جبریل امین حاضر ہوئے، عرض کیا یا رسول اللہ! عبدالرحمٰن کے صدقات قبول، انہیں بے حساب جنتی ہونے کی خبر دیدیجئے، آپ نے تیں

ہزار غلام آزاد کیے اور ازواج مطہرات کی خدمت میں باغ پیش کیا۔

عن ابی سلمة أن عبدالرحمن بن عوف اوصیٰ بحدیقةٍ لامهات المؤمنین بیعت باربع مائة الفٍ۔

(جامع الترمذی ج ۲ ص ۲۱۶)

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امہات المؤمنین کے لیے ایک باغ کی وصیت کی جو چار لاکھ میں فروخت ہوا۔

عن ام سلمة قالت سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول لازواجه ان الذی یحثو علیکن بعدی هو الصادق البار اللهم اسق عبد الرحمن بن عوفٍ من سلسبیل الجنة۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۵۶۷)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی بیویوں سے فرماتے سنا کہ جو شخص تم سب پر میرے بعد لپ بھر بھر کر نچھاور کرے، وہ سچا اور نیک ہوگا۔ اے اللہ! عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو جنت کے سلسبیل سے پلا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ایثار

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بارے میں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ یا ابن عوفٍ انک من الاغنیاء وانک ستدخل الجنة حبوًا، فاقرض الله یطلق لک قدمیک۔ اے ابن عوف رضی اللہ عنہ! تم غنی لوگوں میں سے ہو اور تم سست روی سے جنت میں داخل ہو گے۔ لہٰذا اللہ کو قرض دو، تمہارے قدم کھول دیئے جائیں گے۔

جب سے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان سے نصیحت بھرے

کلمات سنے تھے، آپ اپنے رب کو قرض حسن دیتے رہے، اللہ بھی اس کو کئی گنا بڑھاتا رہا! آپ رسول اللہ کے قول کو سن رہے تھے جو ایک مدت قبل آپ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ! عبدالرحمن بن عوف فی الجنة ''عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جنتی ہیں'' اور شاید آپ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں درج یہ وعدہ بھی سن رہے تھے کہ۔

﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾ (سورۃ البقرۃ پ۳ آیت ۲۶۲)

وہ جو اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دیئے پیچھے نہ احسان رکھیں، نہ تکلیف دیں، ان کا نیگ ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (کنزالایمان)

فضائل ومناقب

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

نام ونسب

آپ کا اسم گرامی سعد، کنیت ابو اسحاق، اور لقب فارس الاسلام ہے، والد کا نام ابو وقاص ہے۔ سلسلۂ نسب سعد بن ابی وقاص مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہیر بن کلاب قرشی زہری ہے، آپ قدیم الاسلام ہیں۔

قبول اسلام

" مااسلم احد الا فی الیوم اسلمت فیه ، ولقد مکثت سبعة ایام وانی لثلث الاسلام " (صحیح البخاری ج۱ص۵۲۸)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن میں مسلمان ہوا، اس سے پہلے (آزاد مردوں میں آل بیت اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا) کوئی بھی مسلمان نہیں ہوا اور سات دن اس حالت میں گزرے کہ میں تیسرا مسلمان تھا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے انیس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا آپ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں، نیز اس چھ رکنی کمیٹی کے ممبر بھی تھے، جو تقرر خلیفہ کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقرر کی تھی آپ اسلام کے پہلے تیر انداز ہیں، جنہوں نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا اور دشمن کا خون بہایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی آپ کا لقب "فارس الاسلام ہے" یعنی اسلام کا شہسوار، تمام معرکوں میں شرکت کی، احد کی جنگ میں مردانگی اور شجاعت کے جوہر دکھائے، آپ مستجاب الدعوات تھے۔ آپ اس لشکر اسلام

کے سپہ سالار تھے، جس نے شہنشاہ ایران کو شکست دی، مدائن جو کسریٰ کا پایۂ تخت تھا، اس پر اسلام کا پرچم لہرایا۔

عن سعید بن المسیب قال سمعت سعدًا یقول جمع لی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابویه یوم احد۔

(صحیح البخاری ج ا ص ۵۲۷)

سعید بن مسیب نے کہا میں نے سعد کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کی لڑائی میں میرے لیے اپنے والدین کو جمع کیا۔ (میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں، خوب تیر چلاؤ)

آپ کے ایمان لانے کا واقعہ بڑا حیرت انگیز ہے، ان کی ماں کو جب پتہ چلا کہ آپ اسلام لے آئے ہیں، تو وہ آگ بگولہ ہوگئی، اس کے لیے یہ بات نا قابل برداشت تھی کہ اس کے جگر کا ٹکڑا، اس کی آنکھوں کا نور، اس کے معبودوں لات وہبل کے خلاف علم بغاوت بلند کرے، چنانچہ اس نے تہیہ کرلیا کہ جب تک سعد اس نئے دین کو چھوڑ کر اپنے آبائی مذہب کی طرف نہیں لوٹے گا نہ وہ کھائے گی، نہ وہ پئے گی، اور نہ سایہ میں بیٹھے گی، اسی طرح بھوکی پیاسی عرب کی چلچلاتی دھوپ میں تڑپ تڑپ کر جان دے دے گی، اسے یہ یقین تھا کہ اس کا بیٹا سعد اس کی اس تکلیف کو ہرگز برداشت نہیں کر سکے گا، اور فوراً اس کی مرضی کے مطابق اس نئے مذہب کو ترک کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

انها مكثت يوما و ليلةً لا تأكل ولا تشرب فاصبحت و قد خمدت ثم مكثت يوما و ليلةً لا تأكل ولا تشرب قال سعد فلما رأيت ذالك قلت لها تعلمين واللهِ يا امهٔ لو كان لك مائة نفس تخرج نفسا نفسا ما تركت دين محمدفكلی ان شئت او لا تأكلی فلما رأت ذالك اكلت۔

(ضیاء النبی ج ۲ ص ۲۳۵ از علامہ پیر کرم شاہ ازہری رحمۃ اللہ علیہ)

"چناں چہ ایک دن اس نے نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا، جب صبح اٹھی تو ضعف ونقاہت کے آثار اس کے چہرے سے عیاں تھے، دوسرے روز پھر اس نے نہ کچھ کھایا نہ پیا، کمزوری میں مزید اضافہ ہو گیا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنی ماں کی یہ ضد دیکھی تو میں نے کہا: اے ماں! بخدا تم جانتی ہو کہ اگر تیری سو جانیں بھی ہوں، اور وہ ایک ایک کر کے نکلتی جائیں تو پھر بھی میں دین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں چھوڑوں گا، اب تمہاری مرضی کھانا کھاؤ یا نہ کھاؤ، پانی پیو یا نہ پیو۔ جب اس نے میرا یہ پختہ عزم دیکھا تو اس نے خود بخود کھانا شروع کر دیا۔

فضیلت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

عن عائشة قالت ارق رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات ليلة فقال ليت رجلا صالحا من اصحابي يحرسني الليلة قالت وسمعنا صوت السلاح فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من هذا قال سعد بن وقاص يا رسول الله جئت احرسك قالت عائشة فنام رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى سمعت غطيطه "

(الصحیح لمسلم ج۲ ص۲۸۰)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات بیدار رہے تو فرمایا کاش میرے صحابہ میں سے ایک نیک آدمی میرا پہرا دے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اور ہم نے اسلحہ کی آواز سنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے؟ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی نگہبانی کے لیے آیا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے یہاں تک کہ میں نے ناک کی آواز کو سنا ۔

عن عائشة قالت سهر رسول الله صلى الله عليه وسلم مقدمه المدينة ليلة فقال ليت رجلا صالحا يحرسني اذ سمعنا صوت سلاح فقال من هذا قال انا سعد قال ماجاء بك قال وقع فى نفسى خوف علىٰ رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فجئت احرسه فدعا له رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ثم نام۔

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۶۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ایک رات بیدار رہے پھر فرمایا کاش کوئی نیک شخص ہماری حفاظت کرتا اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی تو فرمایا یہ کون ہے عرض کیا میں سعد ابن ابی وقاص ہوں فرمایا کیا چیز تم کو یہاں لائی عرض کیا میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر خطرہ گزرا تو میں ان کی حفاظت کرنے آیا ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی پھر سو گئے۔

یہ واقعہ کسی غزوہ سے واپسی کے وقت ہوا کہ تمام رات حضور سفر کرتے رہے آخر رات میں آرام فرمانے کے لئے اترے چونکہ اس زمانے میں بغیر حفاظت سونا خطرناک تھا اس لیے یہ دعا کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہاں پر دو دعائیں کیں۔ ایک یہ کہ میری حفاظت کے لیے کسی کو بھیج دے۔ دوسرا یہ کہ وہ محافظ بندہ نیک ہو حالانکہ رب وعدہ فرما چکا تھا کہ واللہ یعصمك من الناس تاکہ احتیاطی تدابیر اختیار کرنا سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو جائے اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کی حفاظت غیر صالحین کی حفاظت سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ صالحین کی حفاظت میں ہم سب کو رکھے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر خدا کی مدد لینا نہ خلاف توحید نہ خلاف توکل ہے۔

سبحان اللہ یہ ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کی دعا کا اثر ادھر دعا فرمائی ادھر حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا معلوم ہوا کہ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا ایمان آپ کا تقویٰ وغیرہ مسلّم ہے۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اللھم ادخل من ھذا الباب عبدا یحبك وتحبه "اے اللہ! اس دروازے سے اس شخص کو داخل کر جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور تو اس سے محبت کرتا ہے۔ تو اس دروازے سے حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بددعا

ایک دن حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ میں خطبہ دیا پھر پوچھا: اے کوفہ والو! میں تمہارا کیسا امیر ہوں؟ تو ایک آدمی نے جواب دیا: "اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ میرے علم کے مطابق رعیت سے انصاف نہیں کرتے، مال صحیح تقسیم نہیں کرتے اور نہ جہاد میں شریک ہوتے ہیں" حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو اسے اندھا کر دے، اسے فقیر کر دے اور اس کی عمر لمبی فرما، اسے فتنوں کا شکار کر دے۔ (مصعب بن سعد نے) کہا، پھر وہ آدمی اندھا ہو گیا، وہ دیواریں پکڑ کر چلتا تھا، وہ اتنا فقیر ہوا کہ پیسے مانگتا تھا اور وہ مختار (ثقفی کذاب) کے فتنوں میں مبتلا ہو کر مارا گیا۔ (فضائل صحابہ ص ۷۱، از حافظ شیر محمد)

وصال

محرم الحرام ۵۵ ہجری میں ۷۵ سال کی عمر میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ سے دس میل دور مقام عقیق میں اپنے گھر وفات پائی۔ اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ﴾

فضائل ومناقب

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

نام ولقب:

آپ کا اسم گرامی سعید اور لقب اعورہ والد کا نام زید ہے۔

سلسلۂ نسب

سعد بن زید بن عمرو بن نفیل۔

فضیلت حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوائے بدر کے تمام غزوات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے آپ بدر میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جاسوسی کے لیے ابوسفیان کے قافلہ کی تلاش میں بھیجے گئے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو بدر کی غنیمت سے حصہ دیا فاطمہ بنت خطاب یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن آپ کے نکاح میں تھیں آپ کے ذریعہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے آپ کے والد حضرت زید بن عمرو نے اسلام سے پہلے دین کی تلاش میں حضرت ورقہ بن نوفل کے ساتھ بہت سفر کیے حضرت ورقہ تو عیسائی ہو گئے مگر آپ نہ ہوئے آپ دین ابراہیمی پر رہے مکہ والوں سے کہا کرتے تھے کہ اے قریشیو میرے سوا تم میں سے کوئی دین ابراہیمی پر نہیں۔ جب سنتے کہ فلاں جگہ زندہ بچی دفن کی جانے والی ہے تو وہ بچی آپ اس کے ماں باپ سے لے آتے اور اس کی پرورش کرتے جوان ہو جانے پر اس کے ماں باپ سے پوچھتے تھے

اگر تم کو چاہئے تو لے جاؤ ورنہ اس کی بیاہ شادی نسب میں اپنے خرچ سے کروں گا۔قرآن مجید نے تین شخصوں کے متعلق فرمایا کہ یہ لوگ زمانۂ جاہلیت میں بھی شرک وکفر سے بچے۔ زید بن عمرو بن نفیل، ابوذر، سلمان فارسی، ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ اَنْ يَّعْبُدُوهَا وَاَنَابُوا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى فَبَشِّرْ عِبَادِ﴾ (سورۃ الزمر پ۲۳)

اور وہ جو بتوں کے پوجا سے بچے اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے انھیں کے لیے خوشخبری ہے تو خوشی سناؤ میرے ان بندوں کو۔ (کنزالایمان)

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعید ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدری صحابی تھے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو معلوم ہوا کہ وہ (سیدنا سعید ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جمعہ کے دن بیمار ہوئے تو انہوں نے سورج بلند ہونے اور نماز جمعہ قریب ہونے کے باوجود جمعہ چھوڑ دیا اور سیدنا سعید ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ (صحیح البخاری حدیث ۳۹۹)

اروی نامی ایک عورت نے حضرت سیدنا سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مروان بن الحکم الاموی کی عدالت میں جھوٹا دعویٰ کر دیا کہ انہوں نے میری زمین پر قبضہ کرلیا ہے۔ عدالت میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک حدیث سنا کر فرمایا۔

"اللهم ان كانت كاذبة فعم بصرها واقتلها فى ارضها"

اے میرے اللہ اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اسے اندھا کر دے اور اسے اس کی زمین میں ہلاک کر۔

راوی حدیث (عروہ) کہتے ہیں کہ وہ عورت مرنے سے پہلے اندھی ہوگئی پھر وہ ایک دن اپنی زمین پر چل رہی تھی کہ ایک گڑھے (کنویں) میں گر کر مرگئی۔

فضائل ومناقب
حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

نام ونسب

آپ کا اسم گرامی عامر ہے اور کنیت ابوعبیدہ ہے لقب امین، امیر الامراء، والد کا نام عبداللہ ہے۔ سلسلۂ نسب۔ ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ قرشی فہری۔

فضیلت حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بہت محبوب تھے:

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکل امۃ امین وامین ھذہ الامۃ ابو عبیدۃ بن الجراح۔ (مشکوۃ المصابیح ص۵۶۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر امت کا کوئی امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔

قال انس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّ لکل امۃ امیناً و انّ اميننا ایّتھا الامۃ ابوعبیدۃ بن الجراح۔

(الصحیح لمسلم ج۲ص۲۸۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اے (میرے) امتیو! بے شک ہمارے امین ابوعبیدہ بن الجراح (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔

ہر امت میں بعض لوگ ایسے گزرے ہیں کہ ان پر قوم پورا پورا بھروسہ کرتی تھی سب کو ان پر اعتماد تھا ثقہ اور قوم میں پسندیدہ تھے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جو اللہ تعالیٰ اور مخلوق اور اپنے نفس کے حقوق پورے پورے ادا کرتے ہیں ان میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتے ہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ صفات تمام صحابہ میں تھیں مگر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ میں علی وجہ الکمال تھیں اور حضرت ابوعبیدہ میں امانت داری کے سوا اور بہت صفات تھیں مگر یہ صفت نہایت نمایاں تھی اس لیے فرمایا کہ اس امت کے امین ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہیں لہذا اس سے نہ تو یہ لازم ہے کہ باقی صحابہ امین نہ تھے نہ یہ کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ میں سوائے امانت داری کے اور کوئی صفت نہ تھی حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ۱۸ھ ہجری میں ملک شام میں وفات پائی عمر شریف۔ اٹھاون سال ہوئی عہد فاروقی میں وفات ہوئی آپ مسلمانوں کے جرنیل اعظم تھے۔آپ کی حتی الامکان کوشش یہ ہوتی تھی کہ جہاد میں مسلمانوں کا خون کم سے کم بہے اور زیادہ سے زیادہ فتح ہو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے آپ کو سپہ سالار بنایا تو آپ نے بیس روز تک حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہ دی، ایک فوجی کی حیثیت سے کام کرتے رہے دوسروں سے ان کو پتہ چلا کہ میں معزول ہو چکا ہوں۔

عن انس أنّ اهل اليمن قدموا على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا ابعث معنا رجلا يعلمنا السنة والاسلام قال فاخذ بيد ابى عبيدة قال هذا امين هذه الامة ؟ (الصحیح لمسلم ج۲ص۲۸۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یمن سے کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے ہمارے ساتھ ایک ایسا شخص بھیجئے جو ہم کو اسلام اور سنت کی تعلیم دے حضرت انس کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یہ اس امت کے امین ہیں۔

عن حذیفة بن الیمان قال جاء العاقب والسید الیٰ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فقالا ابعث معنا امینك قال فانی سابعث معکم امیناً حق امینٍ فاشرف لها الناس فبعث ابا عبیدة (جامع الترمذی ج۲ ص۲۱۷)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے دو عیسائی ''سید'' اور ''عاقب'' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہمارے ساتھ اپنا امین بھیجئے آپ نے فرمایا میں عنقریب تمہارے ساتھ (ایسا) امین بھیجوں گا جو حقیقی امین ہوگا۔ اس پر لوگ اس کے خواہشمند (اور حریص) ہوئے، تو نبی کریم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حقیقی معنوں میں امین قرار دیں، ان کی کتنی عظیم شان ہے! اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام لوگوں کو قرآن وسنت سکھاتے تھے اور یہی دین اسلام ہے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی ووجدك ضالاً فهدیٰ کی ایمان افروز تفسیر

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی وَوَجَدَكَ ضَآلًا فَهَدٰی وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾ (سورہ الضحیٰ، آیت ۶ تا ۱۰)

کیا اس نے تم کو یتیم نہ پایا پھر جگہ دی اور تمہیں اپنی محبت میں خودرفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا، تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو، اور منگتا کو نہ جھڑکو، (کنزالایمان)

جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات تلاوت فرمائیں تو ان آیات میں سے ایک آیت " ووجدك ضالا فهدى "، سماعت کر کے حاکم یوقنا کو بہت تعجب ہوا اور انہوں نے اپنی حیرت کا جن الفاظ میں اظہار کیا وہ حضرت علامہ واقدی کی زبانی سماعت فرمائیں "یوقنا نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نسبت صفت ضلالت کی کیوں بیان کی ہے۔ حالاں کہ وہ اللہ کے نزدیک بڑے بڑے مرتبہ والے ہیں"

(فتوح الشام از علامہ واقدی، ص ۳۲۸) (مردان عرب حصہ دوم ص ۲۶۹ از علامہ عبدالستار ہمدانی)

لغت میں ضلالت کے معنیٰ گمراہی کے ہوتے ہیں حالانکہ لفظ ضلالت دیگر بہت معنوں میں بھی مستعمل ہے لیکن اکثر اس کا استعمال گمراہی کے معنے میں ہوتا ہے۔ لہٰذا حاکم یوقنا کے ذہن نے یہ بات قبول نہ کی " ووجدك ضالا فهدى "، اس کے ظاہری معنے ہوئے " پایا آپ کو ضال پس ہدایت دی " لفظ "، ضال ظاہری معنے ہوئے گمراہ، بھٹکا، بے خبر وغیرہ۔ (فیروز اللغات، ص ۸۶۸)

حضرت حاکم یوقنا جیسے نومسلم کے دل نے بھی یہ بات گوارہ نہ کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی " ضال "، یعنی گمراہ ہو سکے ہیں لہٰذا انہوں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف " ضال "، کی نسبت کیوں کی؟ حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا مرتبہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ اعلیٰ منصب ہے کہ ان کے لئے " ضال "، یعنی گمراہ، بھٹکا ہوا کی نسبت نہیں کی جاسکتی۔ لیکن چوں کہ قرآن مجید کی آیت ہے لہٰذا انہوں نے اس آیت کی صحیح تفہیم حاصل کرنے کی غرض سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ

سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت میں لفظ ''ضال،، کی نسبت کی ہے تو اس کی کیا توجیہ ہے؟

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے یوقنا سے اس آیت کی تفسیر بیان فرما کر اس آیت کا صحیح مفہوم بیان فرما کر ایمان افروز وضاحت بیان فرمائی ہے اس کو ارباب سیر و تواریخ کے امام علامہ محمد بن عمر والواقدی قدس سرہ نے اپنی کتاب میں اس طرح مرقوم فرمایا ہے۔ ''پس کہا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے معاذ اللہ یہ معنیٰ اس کے نہیں ہیں بلکہ معنیٰ یہ ہیں،،

﴿وَوَجَدَكَ ضَآلًا﴾ في تيه محبتنا فهديناك الىٰ مشاهدتنا وايضا سهل لك الوصول الىٰ منازل المكاشفة ووقفك للوقوف في مقام المشاهدة و ايضاوجدك ضالافي بحار الطالب علىٰ مراكب الطلب فاولٰئك الىٰ سواحل الحق وقربك الىٰ ظل حقائق الصدق

(فتوح الشام، از علامہ واقدی ص ۳۲۸) (مردان عرب حصہ دوم ص ۲۷۰، از علامہ عبدالستار ہمدانی)

''اور پایا ہم نے تم کو وارفتہ اپنی محبت کے جنگل میں پس سیدھی راہ بتلا دی ہم نے تم کو بجانب اپنے دیدار اور حضور کے اور نیز آسان کر دیا ہم نے تمہارے واسطے پہونچنے کو بجانب مقامات کھل جانے چھپے ہوئے بھیدوں اور آسان کر دیا ہم نے تم کو واسطے ٹھہرنے حضوری میں اور پایا ہم نے تم کو جستجو کے دریاؤں میں تلاش کی کشتیوں پر پس پناہ دی ہم نے تم کو اور پہونچا دیا بجانب کنارے ہر سزاوار اور راہ راست کے اور نزدیک کر دیا ہم نے تم کو بجانب سایہ اور پناہ حقیقتوں راستی کے،،

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے ﴿وَوَجَدَكَ ضَآلًا﴾ کی مندرجہ بالا تفسیر سماعت کر کے حاکم یوقنا کے تمام شکوک کا ازالہ ہو گیا اور ان کو پورا اطمینان ہو گیا اور ان کا دل خوشی سے بھر گیا اور دل کی خوشی کے آثار انکے چہرہ پر نمودار ہوئے اور ان کا چہرا خوشی

سے چمکنے لگا کیونکہ حضرت ابوعبیدہ نے اس آیت کی جو تفسیر بیان کی اس کا مضمون توریت شریف کے حاشیہ کے عین مطابق تھا، جس کو حاکم یوقنا نے اپنے مرحوم بھائی حضرت یوحنا کی کتاب میں پڑھا تھا۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کا ترجمہ صحابی رسول حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان فرمودہ تفسیر کے عین مطابق ہے بلکہ حضرت محدث بریلوی کا ترجمہ امین الامت حضرت ابوعبیدہ کی تفسیر کی ترجمانی کررہا ہے۔ یہ وہ ترجمہ ہے کہ جس کے ہر لفظ سے محبت رسول اور عظمت رسول صاف عیاں ہوتی ہے۔

﴿وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدىٰ﴾ اور مولوی محمود الحسن دیوبندی نے اس طرح ترجمہ کیا ہے "اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ دکھائی" مولوی محمود الحسن دیوبندی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لفظ "بھٹکنا"، کا استعمال کیا۔ ان الفاظ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال کرنا سخت بے ادبی، گستاخی اور توہین ہے بلکہ قرآن کے خلاف ہے۔

وصال

محرم الحرام ۱۸ھ ہجری میں ۵۸ سال کی عمر میں اردن شام میں فوت ہوئے وہیں آپ کا مزار شریف ہے۔ ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾

تمت بحمد اللہ و عونہ و حسن توفیقہ

وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلیٰ الہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیراً ادئما ابدا

العبد المذنب

محمد ہارون خان رضوی علیمی غفرلہ

کعبہ کے بدرالدجیٰ

کعبہ کے بدرُ الدُجیٰ تم پہ کروروں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروروں درود

شافع روزِ جزا تم پہ کروروں درود
دافع جملہ بلا تم پہ کروروں درود

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کفِ پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود

ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لاجواب
نام ہوا مصطفیٰ تم پہ کروروں درود

بے ہنر و بے تمیز کس کو ہوئے ہیں عزیز
ایک تمہارے سوا تم پہ کروروں درود

آس ہے کوئی نہ پاس ایک تمہاری ہے آس
بس ہے یہی آسرا تم پہ کروروں درود

تم سے جہاں کا نظام تم پہ کروروں سلام
تم پہ کروروں ثنا تم پہ کروروں درود

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں درود

شافی و نافی ہو تم کافی و وافی ہو تم
درد کو کر دو دوا تم پہ کروروں درود

آنکھ عطا کیجیے اس میں ضیا دیجیے
جلوہ قریب آگیا تم پہ کروروں درود

کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہے نامِ رضا تم پہ کروروں درود

شجرۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ

یا الٰہی رحم فرما مصطفےٰ کے واسطے
یارسول اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے
کربلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے

سیّد سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقرِ علمِ ہدیٰ کے واسطے

صدق صادق کا تصدّق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہر شبلی شیرِ حق دُنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے

اَحْسَنَ اللہُ لَہُم رِزْقًا سے دے رزقِ حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیا کے واسطے

بہرِ ابراہیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیا مولیٰ جمال الاولیا کے واسطے

دے محمد کے لیے روزی کر احمد کے لیے
خوانِ فضل اللہ سے حصّہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کے مجھے برکات دے برکات سے
عشقِ حق دے عشقیِ عشق انتما کے واسطے

حُبِّ اہل بیت دے آلِ محمد کے لیے
کر شہیدِ عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُر نور کر
اچھے پیارے شمس الدیں بدرالعلیٰ کے واسطے

دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر
حضرتِ آلِ رسول مقتدا کے واسطے

صدقہ ان اَعیاں کا دے چھ عین عز علم و عمل
عفو و عرفاں عافیت احمد رضا کے واسطے

کلام: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری قدس سرہٗ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

باسمہ تعالیٰ

جشن دستار فضیلت

روروکے والدین نے مانگی تھی جو دعا
میرے خدا نے مجھ کو وہ سب عطا کیا

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

زیرسایۂ کرم: جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان قادری ازہری مدظلہ العالی

بفیض روحانی: حضور غوث وخواجہ ورضا وسلطان الشہداء فی الھند حضور سیدنا سالار مسعود غازی رحمتہ اللہ علیہ

زیرسرپرستی: قمر العلما حضرت علامہ قمر عالم قادری شیخ الحدیث دارالعلوم ہٰذا

زیرصدارت: ادیب شہیر حضرت علامہ فروغ احمد اعظمی مصباحی صدر المدرسین دارالعلوم ہٰذا

زیرقیادت: محقق عصر حضرت علامہ مفتی اختر حسین قادری علیمی صدر شعبۂ افتاء دارالعلوم ہٰذا

زیرعنایت: حضرت علامہ مولانا محمد مبارک خان قادری مصباحی وحضرت علامہ مولانا محمد اسلام خان رضوی مصباحی

چشم براہان: محمد شفیق رضا، محمد عبدالمبین خان، محمد سلیم رضا، محمد شفیق خان، مولانا محمد فاروق رضا امجدی، حمید اللہ، محمد سفیان خان، محمد شعبان خان صاحبان

شرکائے نشاط: جملہ اعزا و اقربا

زینت جشن: جملہ اساتذۂ کرام

بفضل رب ذوالمنن وبکرم جد الحسن وبعنایت غوث زمن آگیا وہ وقت حسن منتظر تھا جس کا قلب و ذہن یعنی ۹ رشعبان المعظم ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۷ رمئی ۲۰۱۶ء بروز منگل کی شب پُر من بدستہائے علمائے اہل سنن رکھا جائے گا میرے فرزند سعید مولانا محمد ہارون خان علیمی الھدیٰ ابن علی شیر ۲۰۱۶ وایدہ اللہ الھادی الاحد کے سر پر تاج حسن دیکھ کر میرے دل کی کلیاں ہو جائیں گی خندہ زن یہ خوشی دیکھ کر جھومیں گے عنادل وچمن۔

الداعی: محمد علی شیر خان صاحب مقام مولوی گاؤں پوسٹ گوٹٹی ضلع بہرائچ شریف

مادرعلمی: ازہر ہند دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یو پی

القصر النورانی: روم نمبر ۲۳ Mob 9670966084

عُبید غوث و خواجہ، رضا و کُل اولیاء
محمّد جمال الدین خان قادری رضوی
ضلع بہرائچ شریف یو. پی. الہند
موبائل نمبر : ← 7860520899

Designed by Hamid, Mob:9889654027,9918687777. E-mail:hrhamid1962@gmail.com

فضائل و مناقب
عشرۂ مبشرہ

محمد ہارون خان رضوی علیمی

حضرت ابوبکر صدیق — حضرت عمر فاروق
حضرت عثمان غنی — حضرت علی المرتضیٰ — حضرت طلحہ
حضرت زبیر بن عوام — حضرت عبیدہ بن جراح — حضرت عبدالرحمٰن بن عوف
حضرت سعد بن ابی وقاص — حضرت سعید بن زید

رضا مسعودی فاؤنڈیشن ہیڈ آفس مولوی گاؤں، بہرائچ شریف

باسمہ تعالیٰ

جشن دستار فضیلت

رورو کے والدین نے مانگی تھی جو دعا
میرے خدا نے مجھ کو وہ سب عطا کیا

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

زیر سایہ کرم: جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان قادری ازہری مدظلہ العالی

بفیض روحانی: حضور غوث و خواجہ و رضا و سلطان الشہداء فی الھند حضور سیدنا سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: قمر العلما حضرت علامہ قمر عالم قادری شیخ الحدیث دار العلوم ہذا

زیر صدارت: ادیب شہیر حضرت علامہ فروغ احمد اعظمی مصباحی صدر المدرسین دار العلوم ہذا

زیر قیادت: محقق عصر حضرت علامہ مفتی اختر حسین قادری علیمی صدر شعبہ افتاء دار العلوم ہذا

زیر عنایت: حضرت علامہ مولانا محمد مبارک خان قادری مصباحی و حضرت علامہ مولانا محمد اسلام خان رضوی مصباحی

چشم براہان: محمد شفیق رضا، محمد عبدالمبین خان، محمد سلیم رضا، محمد شفیق خان، مولانا محمد فاروق رضا امجدی، حمید اللہ، محمد سفیان خان، محمد شعبان خان صاحبان

شرکائے نشاط: جملہ اعزا و اقربا

زینت جشن: جملہ اساتذہ کرام

بفضل رب ذو المنن و بکرم جد الحسن و بعنایت غوث زمن آگیا وہ وقت حسن منتظر تھا جس کا قلب و ذہن یعنی ۹ر شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۷ر مئی ۲۰۱۶ء بروز منگل کی شب پُرفن بدستہائے علمائے اہل سنن رکھا جائے گا میرے فرزند سعید مولانا محمد ہارون خان علیمی الحذ ئ ابن علی شیر ۲۰۱۶ وایدہ اللہ الھادی الاحد کے سر پر تاج حسن دیکھ کر میرے دل کی کلیاں ہو جائیں گی خندہ زن یہ خوشی دیکھ کر جھومیں گے عنادل و چمن۔

الداعی: محمد علی شیر خان صاحب مقام مولوی گاؤں پوسٹ گوٹی ضلع بہرائچ شریف

مادر علمی: ازہر ہند دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی

القصر النورانی: روم نمبر ۲۳ Mob 9670966084

Designed by Hamid. Mob:9889654027,9918687777, E-mail:hrhamid1962@gmail.com

عُبَیدِ غوث و خواجہ، رضا و کُل اولیاء
محمد جمال الدین خان قادری رضوی
ضلع بہرائچ شریف یو. پی. الہند
موبائل نمبر: ← 7860520899

عُبَیدِ غوث و خواجہ، رضا و کُل اولیاء
محمد جمال الدین خان قادری رضوی
ضلع بہرائچ شریف یو. پی. الہند
موبائل نمبر: ← 7860520899